قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

جمعۃالمبارک 11 مارچ 2022ء | 08 شعبان 1443 ہجری قمری | 11 امان 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:61

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہرانسان کا سر دو زنجیروں میں ہے ایک زنجیر ساتویں آسمان تک جاتی ہے اور دوسری زنجیر ساتویں زمین تک جاتی ہے جب انسان تواضع عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زنجیر کے ذریعے اسے ساتویں آسمان تک لے جاتا ہے اور جب وہ تکبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زنجیر کے ذریعے اسے ساتویں زمین تک لے جاتا ہے انتہائی نیچے گرا دیتا ہے۔

(کنزل العمال حدیث 5745)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

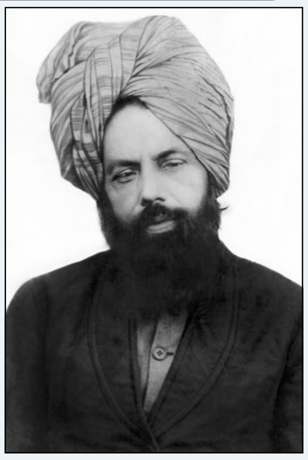

مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو

مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرتؐ میں یہ وصف تھا۔ آپؐ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپؐ کا کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ یہ ہے نمونہ اعلیٰ اخلاق اور فروتنی کا۔ اور یہ بات بھی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہر وقت گرد وپیش حاضر رہتے ہیں اس لیے اگر کسی کے انکسار و فروتنی اور تحمل و برداشت کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان سے معلوم ہوسکتا ہے۔ بعض مرد یا عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدمتگار سے ذرا کوئی کام بگڑا مثلاً چائے میں نقص ہوا تو جھٹ گالیاں دینی شروع کر دیں۔ یا تازیانہ لے کر مارنا شروع کر دیا اور ذرا شوربے میں نمک زیادہ ہوگیا بس بیچارے خدمت گاروں پر آفت آئی۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 437-438 ایڈیشن 1988ء)

’’انسان کی پیدائش میں دو قسم کے حسن ہیں ایک حسن معاملہ اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور عہد کے ادا کرنے میں یہ رعایت رکھے کہ کوئی امر حتی الوسع ان کے متعلق فوت نہ ہو۔۔۔۔ ایسا ہی لازم ہے کہ انسان مخلوق کی امانتوں اور عہد کی نسبت بھی یہی لحاظ رکھے یعنی حقوق اللہ اور حقوق عباد میں تقویٰ سے کام لے‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 218)

’’جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 18-19)

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان سے ایک دو مرتبہ عفو اور درگزر کیا جائے اور نیک سلوک کیا جاوے تو اطاعت میں ترقی کرتے اور اپنے فرائض کو پوری طرح سے ادا کرنے لگ جاتے ہیں اور بعض شرارت میں اور بھی زیادہ ترقی کرتے اور احکام کی پروا نہ کر کے ان کو توڑ دینے کی طرف دوڑتے ہیں۔ اب اگر ایک خدمت گار کو جو نہایت شریف الطبع آدمی ہے اور اتفاقاً اس سے ایک غلطی ہوگئی ہے اسے اٹھ کر مارنے اور پیٹنے لگ جائیں تو کیا وہ کام دے سکے گا؟ نہیں، بلکہ اس سے تو عفو اور درگزر کرنا ہی اس کے واسطے مفید اور اس کی اصلاح کا موجب ہے مگر ایک شریر کو جس کا بارہا تجربہ ہو گیا ہے کہ وہ عفو سے نہیں سمجھتا بلکہ اور بھی شرارت میں قدم آگے رکھتا ہے تو اس کو ضرور سزا دینی پڑے گی اور اس کے واسطے مناسب یہی ہے کہ سزا دی جاوے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 256 ایڈیشن 1988ء)

ارشاد باری تعالیٰ

وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا ﴿۶۴﴾

(الفرقان: 64)

ترجمہ: اور خدا کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

کسی کے لیے بھی دل میں کینہ، نفرت، بغض، حسد وغیرہ نہ ہو کیونکہ اگر یہ چیزیں دل میں ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ دل بڑائی اور تکبر سے بھرا ہوا ہے اور اس میں عاجزی نہیں ہے پھر کسی کو اپنی باتوں سے دکھ نہ دو اور ہر ایک کی عزت کرو چاہے کوئی غریب ہو، فقیر ہو، کم طاقت کا ہو یا ماتحت ہو یا ملازم ہو سب کی عزت کرو پھر سلام کہنے کی عادت ڈالو اس سے بھی معاشرے میں محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہوتی ہے اور عاجزی اور انکساری بڑھنے کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 21)

(خطبہ جمعہ 16/ جون 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

’’وعلیکم السلام‘‘

مؤرخہ 6/ مارچ 2022ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ سے دفتری ملاقات میں خاکسار نے ممبران ٹیم، نمائندگان، ممبران کمپوزنگ ٹیم، دنیا بھر میں پھیلے قارئین، مضمون نویسیوں، شعراء و دیگر تعاون کرنے والوں کی طرف سے ’’السلام علیکم‘‘ پیش کیا تو فرمایا:

’’وعلیکم السلام‘‘

ملاقات کے آخر پر جب آپ تمام کی طرف سے خاکسار نے دعا کی درخواست کی تو حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

’’اللہ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو‘‘

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلیفۃ المسیح کی ان دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

(ایڈیٹر)

اس شمارہ میں

- تُو ہے پروردگارِ جہاں (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
- ارشاداتِ نور
- قرآن اور اسلامی علوم و فنون

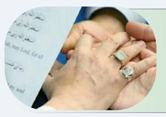

دربارِ خلافت

مجھے جو کچھ بھی ملا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ کی آسمانی زندگی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں ناں کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ کی آسمانی زندگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔فرمایا کہ: ’’باتفاق جمیع کتب الٰہیہ ثابت ہے کہ انبیاء و اولیاء مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جایا کرتے ہیں۔یعنی ایک قسم کی زندگی اُنہیں عطا کی جاتی ہے جو دوسروں کونہیں عطا کی جاتی۔ اسی طرف وہ حدیث اشارہ کرتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ مجھے قبر میں میّت رہنے نہیں دے گا اور زندہ کر کے اپنی طرف اُٹھالے گا‘‘۔

(ازالۂ اوہام، روحانی خزائن جلد 3صفحہ 225)

یہ ازالہ اوہام کا حوالہ تھا جو مَیں نے پڑھا تھا۔ اسی کی تشریح آگے فرما رہے ہیں۔ اس بات کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’یعنی مَیں اس مدت کے اندر اندر زندہ ہو کر آسمان کی طرف اُٹھایا جاؤں گا‘‘۔ (اب یہ آپؐ فرما رہے ہیں لیکن کوئی مسلمان نہیں کہتا کہ آپؐ جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہیں)۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’اب دیکھنا چاہئے کہ ہمارے سیّد ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں زندہ ہوجانے اور پھر آسمان کی طرف اٹھائے جانے کی نسبت مسیح کے اُٹھائے جانے میں کونسی زیادتی ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم کی حیات حضرت موسیٰ کی حیات سے بھی درجہ میں کمتر ہے۔ اور اعتقاد صحیح جس پر اتفاق سلف صالح کا ہے اور نیز معراج کی حدیث بھی اس کی شاہد ناطق ہے، یہی ہے کہ انبیاء بحیات جسمی مشابہ بحیات جسمی دنیاوی زندہ ہیں‘‘۔ (یعنی اس کی اس طرح، اس لحاظ سے مشابہت ہے لیکن عملاً اس طرح نہیں ہوتا)۔ پھر فرمایا ’’اور شہداء کی نسبت اُن کی زندگی اکمل و اقویٰ ہے‘‘۔ (اب شہداء کے بارے میں فرماتے ہیں اُن کو مردہ نہ کہو، وہ زندہ ہیں۔ لیکن انبیاء اُن سے بہت بڑھ کر ہیں) ’’اور سب سے زیادہ اَکمل و اَقویٰ و اَشرف زندگی ہمارے سیّد ومولیٰ فداءٗ لہٗ نفسی واَبی واُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔حضرت مسیح تو صرف دوسرے آسمان میں اپنے خالہ زاد بھائی اور نیز اپنے مرشد حضرت یحییٰ کے ساتھ مقیم ہیں لیکن ہمارے سیّد ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ مرتبۂ آسمان میں جس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ نہیں تشریف فرما ہیں۔ عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ اور اُمّت کے سلام وصلوات برابر آنحضرتؐ کے حضور میں پہنچائے جاتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَکْثَرَ مِمَّا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ اَنْبِیَآئِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔‘‘

(ازالۂ اوہام، روحانی خزائن جلد 3صفحہ 226 حاشیہ)

یہ بھی ازالہ اوہام کا حوالہ تھا جو مَیں نے ابھی پڑھا ہے۔

پھر اس بات کا ذکر فرماتے ہوئے کہ ہم نے خدا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’اُس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرّہ ذرّہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرّہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔ اور کوئی چیز نہ اُس کے علم سے باہر ہے اور نہ اُس کے تصرف سے، نہ اُس کے خَلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اُس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقشِ وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بے شمار برکتوں والا ہے اور بے شمار قدرتوں والا اور بیشمار حسن والا احسان والا۔ اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں‘‘۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19صفحہ 363)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جو کچھ بھی ملا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا ہے۔تم لوگ کہتے ہو کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو گراتا ہوں۔ مجھے تو آپؐ کے دَر سے ہی ملا ہے جو کچھ ملا ہے۔ یہ منن الرحمٰن کی عربی عبارت ہے، ترجمہ پڑھتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ:

بقیہ صفحہ 3 پر

تُو ہے پروردگارِ جہاں

دل کی دھڑکن میں ہے تُو ہی تُو
تیرا جلوہ مرے چار سُو
رات دن ہے تیری جستجو
اللہ ھُو، اللہ ھُو، اللہ ھُو

کلمۂ حق کی تُو ہے صدا
صبح کی تُو اذاں ہے خدا
تیرا ہی ذکر ہے کُو بہ کُو
اللہ ھُو، اللہ ھُو، اللہ ھُو

تُو ہے پروردگارِ جہاں
ہیں ترے ہی زمیں آسماں
میں جدھر دیکھوں بس تُو ہی تُو
اللہ ھُو، اللہ ھُو، اللہ ھُو

تجھ پہ قربان یہ جان ہے
تُو مرا دین و ایمان ہے
اے خدا! رکھنا تُو آبرو
اللہ ھُو، اللہ ھُو، اللہ ھُو

تیرا محتاج ہے ہر بشر
ہو سبھی کی دعا میں اثر
ذکر تیرا کروں باوضو
اللہ ھُو، اللہ ھُو، اللہ ھُو

ہے مریضوں پہ تیری عطا
ذکر تیرا ہے وجہِ شفا
میرے دل کی تُو ہی آرزو
اللہ ھُو، اللہ ھُو، اللہ ھُو

تجھ پہ بشریٰ کو بھی ناز ہے
اُس کا بس تُو ہی ہمراز ہے
تُو وفاؤں کا ہے آبِ جو
اللہ ھُو، اللہ ھُو، اللہ ھُو

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

پانچ نہایت نازک پُرخطر مواقع

قسط نمبر 15

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں

پانچ موقعے آنحضرت ﷺ کے لئے نہایت نازک پیش آئے تھے جن میں جان کا بچنا محالات سے معلوم ہوتا تھا اگر آنجناب درحقیقت خدا کے سچے رسول نہ ہوتے تو ضرور ہلاک کئے جاتے

ایک تو وہ موقعہ تھا جب کفار قریش نے آنحضرت ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں کھالی تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کریں گے

دوسرا وہ موقعہ تھا جبکہ کافر لوگ اس غار پر معہ ایک گروہِ کثیر کے پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت ﷺ مع حضرت ابوبکر کے چھپے ہوئے تھے

تیسرا وہ نازک موقعہ تھا جبکہ احد کی لڑائی میں آنحضرت ﷺ اکیلے رہ گئے تھے اور کافروں نے آپ کے گرد محاصرہ کرلیا تھا اور آپ پر بہت سی تلواریں چلائیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی یہ ایک معجزہ تھا۔

چوتھا وہ موقعہ تھا جب کہ ایک یہودیہ نے آنجناب ﷺ کو گوشت میں زہر دے دی تھی اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی اور بہت وزن اس کا دیا گیا تھا۔

پانچواں وہ نہایت خطرناک موقعہ تھا جبکہ خسرو پرویز شاہِ فارس نے آنحضرت ﷺ کے قتل کے لئے مصمم ارادہ کیا تھا اور گرفتار کرنے کے لئے اپنے سپاہی روانہ کئے تھے پس صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ان تمام پرخطر موقعوں سے نجات پانا اور ان تمام دشمنوں پر آخر کار غالب ہوجانا ایک بڑی زبردست دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت آپ صادق تھے اور خدا آپ کے ساتھ تھا۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23صفحہ 263-264 حاشیہ)

آنحضرت ﷺ کی الٰہی حفاظت کی معجزانہ شان اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اسلام کا ابتدائی زمانہ نسبتاً کمزوری کا زمانہ تھا۔جبکہ بعد میں ظالموں نے عین شوکت اسلام کے زمانے میں حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو شہید کر دیا۔

آنحضرت ﷺ کا کسی کے ہاتھ سے قتل نہ کیا جانا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے۔۔۔پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی درج تھی کہ نبی آخر الزماں کسی کے ہاتھ سے قتل نہ ہوگا۔

(ملفوظات جلد 8صفحہ 11)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں پانچ پرخطر مواقع

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

یہ عجیب بات ہے کہ میرے لئے بھی پانچ موقعے ایسے پیش آئے تھے جن میں عزت اور جان نہایت خطرہ میں پڑ گئی تھی

1. اول وہ موقعہ جب کہ میرے پر ڈاکٹر مارٹن کلارک نے خون کا مقدمہ کیا تھا
2. دوسرے وہ موقعہ جب کہ پولیس نے ایک فوج داری مقدمہ مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی کچہری میں میرے پر چلایا تھا
3. تیسرے وہ فوجداری مقدمہ جو ایک شخص کرم الدین نام نے بمقام جہلم میرے پر کیا تھا
4. چوتھے وہ فوجداری مقدمہ جو اسی کرم دین نے گورداسپور میں میرے پر کیا تھا
5. پانچویں جب لیکھرام کے مارے جانے کے وقت میرے گھر کی تلاشی کی گئی اور دشمنوں نے ناخنوں تک زور لگایا تھا تا میں قاتل قرار دیا جاؤں مگر وہ تمام مقدمات میں نامراد رہے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23صفحہ 263 حاشیہ در حاشیہ)

’’بعض مولویوں نے قتل کے فتوے دئے۔بعض مولویوں نے جھوٹے قتل کے مقدمات بنانے کے لئے میرے پر گواہیاں دیں بعض مولوی میری موت کی جھوٹی پیشگوئیاں کرتے رہے بعض مسجدوں میں میرے مرنے کے لئے ناک رگڑتے رہے بعض نے جیسا کہ مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسمٰعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ وہ اگر کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا مگر۔۔۔جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا مگر پھر بھی یہ لوگ عبرت نہیں پکڑتے پس کیا یہ ایک عظیم الشان معجزہ نہیں ہے۔‘‘

(اربعین نمبر 3، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 394-395)

’’خدا نے میرے لئے یہ نشان بھی دکھلائے کہ اُس نے ہر ایک مباہلہ میں میرے دشمنوں کو ہلاک کیا یا اُن کے مقابل پر مجھے ہر ایک قسم کے انعام سے مشرف کیا اور ان کو ذلت کی زندگی میں ڈالا‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23صفحہ 332-333)

ہے سر رہ پر مرے وہ خود کھڑا مولا کریم
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

’’یہ میری کامیابی میرے ربّ کی طرف سے ہے۔ پس میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور نبی عربی پر درود بھیجتا ہوں۔ اسی سے تمام برکتیں نازل ہوئیں اور اسی سے سب تانا بانا ہے۔ اسی نے میرے لئے اصل اور فرع کو میسر کیا اور اس نے میرے بیج اور کھیت کو اُگایا۔ اور وہ بہتر ہے سب اگانے والوں سے۔‘‘

(منن الرحمن، روحانی خزائن جلد 9صفحہ 186-187)

مجھے جو کچھ ملا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا، اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے پھر فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں اُسی کی (یعنی اللہ تعالیٰ کی) قَسم کھاکر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اُس نے ابراہیم سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحاق سے اور اسماعیل سے اور یعقوب سے اور یوسف سے اور موسیٰ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی، ایسا ہی اُس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا‘‘۔یعنی اللہ تعالیٰ سے کلام کرنا اور اللہ تعالیٰ کا آپ سے بولنا، یہ مقام کبھی نہ ملتا، ’’کیونکہ اب بجز محمدی نبوّت کے سب نبوّتیں بند ہیں۔شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو‘‘۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20صفحہ 411-412)

پھر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’الٰہی تیرا ہزار ہزار شکر کہ تُو نے ہم کو اپنی پہچان کا آپ راہ بتایا۔ اور اپنی پاک کتابوں کو نازل کر کے فکر اور عقل کی غلطیوں اور خطاؤں سے بچایا اور درود اور سلام حضرت سید الرسل محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی آل و اصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالم گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا۔ وہ مربّی اور نفع رسان کہ جو بھولی ہوئی خَلقت کو پھر راہ راست پر لایا۔ وہ محسن اور صاحب احسان کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلا سے چھوڑایا۔ وہ نور اور نور افشان کہ جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا۔ وہ حکیم اور معالج زمان کہ جس نے بگڑے ہوئے دلوں کا راستی پر قدم جمایا۔ وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مُردوں کو زندگی کا پانی پلایا۔ وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے اُمّت کے لئے غم کھایا اور درد اٹھایا۔ وہ شجاع اور پہلوان جو ہم کو موت کے منہ سے نکال کر لایا۔ وہ حلیم اور بے نفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک میں ملایا۔ وہ کامل موحّد اور بحرعرفان کہ جس کو صرف خدا کا جلال بھایا اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا۔ وہ معجزۂ قدرت رحمٰن کہ جو اُمّی ہو کر سب پر علوم حقّانی میں غالب آیا اور ہر یک قوم کو غلطیوں اور خطاؤں کا ملزم ٹھہرایا‘‘۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1صفحہ 17)

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ایک مومن مسلمان کے لئے لازمی امر ہے جس کے بغیر وہ محبت کے معیار پورے نہیں ہوتے اور نہ ہو سکتے ہیں جو ایک مومن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہئے۔ نہ ہی کوئی دعا قبولیت کا درجہ حاصل کرتی ہے یا کرسکتی ہے جس میں درود شامل نہ ہو۔ لیکن یہ بھی ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے درود کی بھی اصل غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری محبت ہونی چاہئے اور اس کو ہر چیز پر حاوی ہونا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ یکم فروری 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

مرسلہ: فائقہ بُشریٰ

ارشاداتِ نور

قسط 7

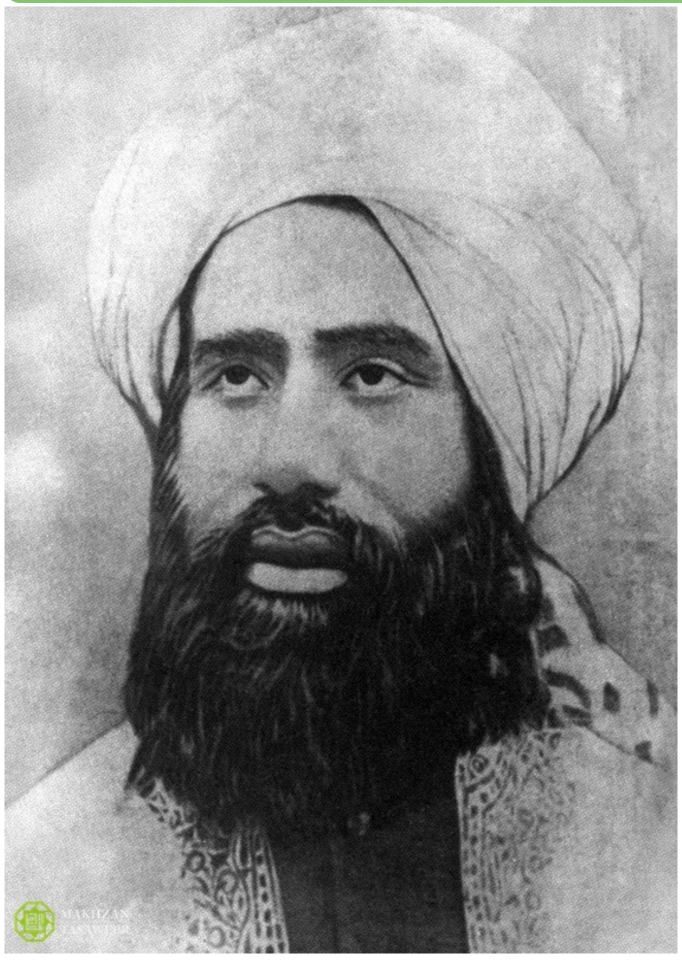

روپیہ بت ہے

فرمایا۔ اس زمانہ میں سب سے بڑا بت لوگوں کے لیے جس کے لیے خدا تعالیٰ کو بھی چھوڑ دیا گیا ہے اور آخرت کی مطلق پرواہ نہیں روپیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھانے کے لیے کہ اس زمانہ کی بت پرستی یہی ہے جس سے موحد مومن کو بچنا چاہئے اس پر بت کا نشان ہونے کا سامان کر دیا تا کہ تصویری زبان میں ہر وقت ان کو متنبہ کرتا رہے کہ میں بت ہوں ایسا نہ ہو کہ میرے لیے اپنے حقیقی مالک ومحسن ومعبود کو بھول جاؤ۔ پائی سے لے کر اکنی، دونی، چونی، اٹھنی، روپے اور پھر پونڈ تک بت ہے تا کہ بت پرست مشعر ہو اور اس کے حصول کے لیے لوگ خدا کی نافرمانی کرنے کی جرأت نہ کریں اور اس میں ایسے منہمک نہ ہوں کہ وہی بھول جائے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 503)

سچا علم کون سا علم ہے؟

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا (فاطر: 29) اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھنے والے ہیں تو اس کے بندوں میں سے عالم لوگ۔ گویا سچے علم کی پہچان یہ ہے کہ اس کے صاحب کا قلب خشیۃ اللہ سے لبریز رہتا ہے۔ بڑا تعجب ہے کہ اس زمانہ میں لوگ جوں جوں زیادہ پڑھتے ہیں تو ان کے دل سے خشیت الٰہی نکل جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جو سب سے بڑا عالم ہونے کا مدعی ہو وہ سب سے بڑا اللہ سے نڈر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے۔ انہیں اپنی جناب سے وہ علوم دے جن کے پڑھنے سے خشیت الٰہی ان میں آئے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 504)

انسان محتاج ہے

فرمایا۔ انسان ان گنت چیزوں کا محتاج ہے کھانے کا، پینے کا، پہننے کا۔ پھر اس کے آگے چل کر موچی، بڑھئی، درزی وغیرہ کا۔ مگر ان سب احتیاجوں کا پورا کرنے والا ایک اللہ ہی ہے۔ فرض کرو عمدہ سے عمدہ کھانے دستر خوان پر چنے ہوئے ہیں مگر ہاضمہ درست نہیں۔ وہ کھانے زہر معلوم ہوں گے۔ لطیف سے لطیف اور شیریں شربت گلاس میں سامنے رکھا ہے مگر انسان کا گلا دکھتا ہے۔ وہ شیریں شربت اس کے کس کام کا۔ درزی اچھے سے اچھے کپڑے سی کر لاتا ہے مگر بیماری نے بستر پر ڈال رکھا ہے بھلا وہ عمدہ سوٹ کس کام۔ اس لیے ہر ایک چیز کے لیے انسان خدا تعالیٰ کا محتاج ہے اور غنی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 507-508)

شاہان سلف اور قرآن شریف

فرمایا کہ محمود غزنوی اور خلیفہ بغداد کے درمیان کچھ ناچاقی ہونے پر محمود غزنوی نے خلیفہ بغداد کو لکھا کہ تمہیں معلوم نہیں میرے پاس اس قدر ہاتھی اور لاؤ لشکر وغیرہ ہے کہ میں بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ خلیفہ نے ایک خوبصورت کاغذ لے کر اس پر دو دفعہ الم الم لکھ کر قاصد کے ہاتھ محمود غزنوی کے پاس بھیج دیا۔ دربار کے اہلکاروں نے وہ کاغذ دیکھا اور حیران ہو گئے۔ الم الم پڑھتے مگر مطلب کو نہ سمجھ سکتے۔ محمود غزنوی فوراً تاڑ گیا۔ جب درباری اہلکاروں کو زیادہ حیران اور استعجاب میں پایا تو محمود غزنوی نے کاغذ لے کر فرمایا کہ کیا تم نے سمجھا دو دفعہ الم الم لکھنے سے خلیفہ کا کیا مطلب ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ محمود نے کہا میں اس کا مطلب سمجھ گیا ہوں اس میں سورۃ الفیل کی طرف اشارہ ہے جس میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ؕ﴿۲﴾ اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ ۙ﴿۳﴾

(الفیل: 2-3)

نکتہ۔ محمود غزنوی نے ہاتھیوں کی دھمکی دی تھی۔ خلیفہ بغداد نے جسے قرآن شریف کے ساتھ محبت تھی قرآن شریف کی آیت سے بتلایا کہ دیکھو ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک ہوا تھا جو تم مجھے ہاتھی کی دھمکی دیتے ہو۔ محمود جسے قرآن شریف کے ساتھ محبت تھی فوراً سمجھ گیا اور اس پر ایسا اثر ہوا کہ خلیفہ بغداد کو عذر کا خط لکھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے بادشاہوں کو قرآن شریف سے محبت تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ تمام مادی طاقتیں ان کے سامنے ادنیٰ لونڈی کی طرح ہاتھ باندھے کھڑی تھیں۔ جس طرف جاتے تھے فتح ونصرت کے شادیانے بجتے جاتے تھے۔ جب آدمی دین کو مقدم کرتا ہے تو دنیا خود بخود ہی درست ہو جاتی ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 509-510)

بے انصاف مسلمان بادشاہ زیادہ دیر بادشاہت نہیں کر سکتا

فرمایا کہ بے انصاف کفار بادشاہوں کی سلطنتیں بہت دیر چلی جاتی ہیں مگر بے انصاف مسلمان بادشاہ کی سلطنت زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بے انصاف مسلمان بادشاہ کے اعمال اور افعال کو اسلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اسلام کو بد نام کرنا نہیں چاہتا۔ تاریخوں کے اوراق پلٹا کر دیکھ لو مذہبی کتابوں کو ٹٹولو کبھی بے انصاف مسلمان بادشاہ کو زیادہ دیر تک تخت پر نہیں پاؤ گے۔ سبحان اللہ کیا عجیب اور معرفت کا نکتہ ہے۔ کیا اب بھی اسلام کی صداقت میں کچھ شک وشبہ رہ سکتا ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 510)

عباد الرحمٰن کون ہیں؟

جو متکبر نہ ہوں، متحیر نہ ہوں، سکونت اور وقار ان کا شیوہ ہو، سہولت سے کام لیں، فساد ان کے کسی فعل سے نہ پڑے، جاہلوں سے الگ تھلگ رہیں، بغیر حق کسی قتل کے مرتکب نہ ہوں، ایک اللہ کی عبادت کرنے والے ہوں، خرچ میں میانہ رو ہوں، لغو سے اعراض کرنے والے ہوں، آیات اللہ کی پوری تعظیم کرنے والے ہوں، اپنے لیے اپنی اولاد کے لیے دعا میں لگے رہیں۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 7)

حضرت امام بخاریؒ کے سفر کا واقعہ

فرمایا۔ ایک وقت امام بخاری علیہ السلام جہاز میں سفر کر رہے تھے اور ان کے ہاں ایک ہزار دینار بھی تھے۔ اچانک کسی بد معاش نے جو دیکھ پایا تو غل مچانے لگا کہ میرے ایک ہزار دینار کسی نے چرا لیا۔ حضرت نے جو سنا تو فوراً آہستگی سے دینار دریا میں ڈال دیا۔ جب سب کی تلاشی لی گئی تو ان کی بھی تلاشی لی گئی لیکن ان کے ہاں سے بھی نہ نکلے۔ اس بد معاش نے بعد میں پوچھا کہ حضرت آپ کے ہاں تو ایک ہزار دینار میں اپنی آنکھوں خود دیکھ چکا تھا، پھر آپ نے اسے کہاں غائب کیا۔ فرمایا۔ او کمبخت! میں نے اپنی تمام عمر حدیث میں صرف کیا اور تو چاہتا تھا کہ مجھے متہم کر دیوے، اس لیے میں نے انہیں دریا میں ڈال دیا تا کہ متہم نہ ہو جاؤں ورنہ میری تمام عمر کی خدمت خاک میں مل جاتی۔ فرمایا۔ دیکھو اس کے بعد امام صاحب نے کبھی کسی کے آگے ہاتھ تو نہیں پسارے۔ خدا تعالیٰ انہیں خود ہی دیتا رہا۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 8-9)

بقیہ: قرآن اور اسلامی علوم وفنون ...... از صفحہ 6

دُنیا کے سنہری دور کا زوال شروع ہو چکا تھا۔ 1200ء کے آخر تک عربوں کی تمام تہذیب اپنے ترقی کی صدیوں سمیت پیچھے کو مڑ گئی۔ محقق صحیح طور پر نہیں جان سکے کہ اصل میں غلطی کہاں ہوئی تھی۔ بہت سے تاریخ دان مذہبی اجارہ داروں کا نام لگاتے ہیں۔ قرآن کی تعلیم جو ایک وقت میں کبھی علم سائنس اور اور تحقیق کے جام بھر رہی تھی، اب سختی اور پابندیوں کے چکر میں اُلجھ گئی۔ اور علمی ترقی مذہب کے اجارہ داروں کی اجازت میں پھنس کر رہ گئی۔ مثلاً 1100ء میں امام الغزالی پہلے ہی ریاضی کے خلاف ہو چکے تھے، وہ اسے اسلام کے خلاف طاقت سمجھتے تھے۔ اور اسے ایک نشہ سمجھتے تھے جو اپنے عقیدے سے ہٹاتا ہے کچھ ایسے مؤرخ بھی ہیں جو اسلامی سلطنت کے زوال کو اقتصادی بد حالی کی وجہ قرار دیتے ہیں۔ جو کہ خونی منگولوں کے بغداد پر حملہ آور ہونے اور اسے برباد کرنے کے نتیجے میں پیش آئی۔ منگولوں نے بغداد جیسا عظیم اور اعلیٰ پائے کا تعمیر شدہ شہر تباہ برباد کر دیا، خزانے لوٹ لئے، عمارتیں تباہ کر دیں۔ ایک ہی وقت میں جب اسلامی سلطنت زوال پذیر ہو کر بالکل ختم ہونے کو تھی۔ اس وقت یورپ میں ایک نئی دنیا بن رہی تھی۔ عربی کتابوں اور دستاویزات کے تراجم یورپ میں رنگ لا رہے تھے، ان کی ترقی کے راستے کھل رہے تھے۔ یورپ قدامت پرستی سے نکل کر روشنی کی طرف آ رہا تھا۔ لیکن ایک اہم بات اس میں یہ ہے کہ عرب کا علم وشعور اور آگاہی دنیا بھر کے عیسائی چرچوں کے لئے چیلنج ضرور بنی رہی۔ اور ان عیسائیوں کے نئے خیالات اور نظریات نے علم کو مذہبی پابندیوں سے نکال باہر کیا، جس کے نتیجے میں 1700 ویں صدی جدید زمانے کے عروج کی صدی بنی جو آج تک ترقی کی ہی طرف گامزن ہے۔ اگرچہ عربوں کے زوال کو 700 سو سال گزر چکے ہیں، لیکن آج بھی عربوں (مسلمانوں) کی ترقی کے نشانات قائم و دائم ہیں۔

ترجمہ: نبیلہ رفیق۔ ناروے

قرآن اور اسلامی علوم وفنون

نارویجن تحقیقی مضمون کا اردو ترجمہ۔ مصنف۔ Lars Due Arnov

ناروے کے ایک ماہانہ, نارویجین علمی جریدہ Illustrert vitenskap)(جو ایک باتصویر علمی مضامین پر مشتمل رسالہ ہے کے مصنف Lars Due Arnov کے لکھے ہوئے ایک تحقیقی مقالے کا ترجمہ حاضر ہے۔ مقالے کی تصاویر، مراکو اور ترکی کے مسلمان سلاطین کے نوادرات میں سے ہیں۔ جن سے اس وقت کے مختلف علوم وفنون، آلاتِ جراحی، علم ریاضی، علم نجوم، علم طب، اور علم ارضیات کی ترقی کا پتہ چلتا ہے۔ اس مقالے میں دی جانے والی تصاویر کا حوالہ دیتے ہوئے مصنف لکھتا ہے کہ

’’قرآن علم حاصل کرنے اور سائنس کے استعمال پر بہت زور دیتا ہے۔‘‘ مقالہ شروع کرنے سے پہلے سرورق پر تعارف کے ضمن میں مصنف لکھتا ہے:

’’آج مغرب میں عرب دنیا کو مذہبی شدت پسندی کے حوالے سے جانا جاتا ہے، لیکن ازمنۂ وسطیٰ میں جب یورپ پر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ تب عرب (وہ علاقے جہاں عربوں اور مسلمانوں کی حکومت تھی) علم وشعور کی چوٹی پر کھڑا تھا۔ نئے مذہب اسلام کو اس کے ماننے والوں نے اللہ کا کام جان کر سیکھا اور پڑھا۔ جس کا نتیجہ علمی ترقی کی صورت میں ظاہر ہوا۔‘‘

مقالہ کا آغاز ایک کہانی سے شروع ہوتا ہے جو کچھ یوں ہے کہ ایک مرتبہ ایک عرب طبیب کو ایک عیسائی ڈیرے پر ایک گھڑسوار کے پاؤں کی چوٹ کے علاج کے لئے بلایا گیا۔ طبیب نے اپنے علم کے مطابق مریض کا علاج شروع کر دیا، مگر بالکل اس وقت جب مریض صحت کی طرف لوٹنے کے قریب تھا، اچانک وہاں ایک فرانسیسی ڈاکٹر آ گیا، اس نے عربی طبیب کو نظر انداز کرتے ہوئے گھڑسوار سے پوچھا، کہ تم کیا چاہتے ہو، ایک پاؤں کے ساتھ جینا یا دو کے ساتھ مرنا؟ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہتھوڑا گھما کر مریض کے پاؤں پر مارا مگر پہلی ضرب میں وہ کامیاب نہ ہو سکا، اب کے پوری قوت سے اس نے ہتھوڑا اس کے پاؤں کے جوڑ پر دے مارا، پاؤں کی ہڈی ریزہ ریزہ ہوگئی، مریض موقعہ پر ہی ہلاک ہو گیا، اور عرب طبیب عیسائی طریقہ علاج اور طبابت پر افسوس کرتا ہوا باہر نکل گیا۔ یہ کہانی اصل میں ایک علامتی کہانی ہے جو ازمنۂ وسطیٰ کے عرب طبیبوں اور مغربی ڈاکٹروں کے درمیان پیشہ ورانہ فرق بیان کرتی ہے ان دونوں تہذیبوں کا ہمیشہ ہی آپس میں ٹکراؤ رہا ہے۔ یورپ میں عربوں کے متعلق ہمیشہ ہی سفاک اور خونخوار کہانیاں بیان کی جاتی رہیں۔ جبکہ عرب لوگ یورپین لوگوں کو Primitiv villmenn کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ اگرچہ دونوں فریق ایک دوسرے کے متعلق مبالغہ آرائی سے کام لیتے رہے۔ مگر عربوں نے جو یورپین

کی تصویر کشی کی تھی وہ حقیقت سے زیادہ قریب تھی۔

اس کہانی کے بیان کا زمانہ عربوں) مسلمانوں) کی ترقی کے عروج کا زمانہ تھا۔ بالکل ایک نیا مذہب (اسلام) جو مشرقِ وسطیٰ سے لے کر جنوبی افریقہ اور یورپ کے دور اندر تک پھیل چکا تھا۔ اس نئے مذہب کو اپنانے والوں نے اس سے محبت کی تھی۔ عربوں (مسلمانوں) کا یہ سنہری دور جس میں عربوں کی تہذیب وتمدن یورپ کے مقابلہ میں بہت زیادہ ترقی یافتہ تھی اس کا عرصہ 900ء سے لے کر 1300ء تک رہا۔ یہ وہ قوم تھی جنھوں نے علم کے ہر میدان میں ترقی کی۔ جب کہ اُس زمانہ میں یورپ کی ترقی گرجے کے آہنی شکنجے میں جکڑی ہوئی تھی۔ جنہوں نے کبھی بھی کسی علمی اور تحقیقی میدان میں کوئی دلچسپی نہیں دکھائی تھی۔ دوسری طرف اسلامی دنیا کا یہ حال تھا کہ انفرادی طور پر بھی امراء اور وزراء کے پاس عالم جمع رہتے اور سلطنت کے زیرِ انتظام بھی ایک کثیر تعداد میں علوم وفنون کے ماہر تمام اسلامی ریاستوں میں پھیلے ہوتے۔ یہ اور بات ہے کہ اب شاذ کے طور پر ان میں سے کسی کی پہچان باقی رہی ہے۔ اور ان کی جگہ نام نہاد مغربی ماہر اور مفکرین کی شہرت ہو چکی ہے اور ان کے علوم کا نام شہرت کی بلندی پر پہنچا ہوا ہے۔ حالانکہ بہت سے علوم کی ترقی، علوم کی بنیاد اور طریقہ کار، عرب زمانہ (اسلامی ریاستوں) کی ترقی اور تعلیم کا نتیجہ ہے۔

اسلامی تہذیب جو ہتھیاروں سے زیادہ طاقتور تھی

900ء عیسوی میں جب کہ عرب (اسلامی ریاستوں) کا علوم وفنون اپنے پورے عروج پر تھا، اس وقت تک عرب دنیا اور اسلام ایک مضبوط سلطنت بن چکے تھے۔ محمد ﷺ 632ء میں فوت ہوئے۔ اور اس سال کے آغاز میں ہی عرب جزیرہ نما کے اطراف میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور صرف ایک سو سال کے اندر اندر عرب دنیا ایک طرف مشرق میں بحر ہند تک اور دوسری طرف، مغرب میں جنوبی اسپین تک پھیل چکی تھی۔ عربوں کی یہ عظیم الشان فتح کسی طرح بھی، جنگی مہمات کا نتیجہ نہیں کہلائی جا سکتی۔ عربوں کا سب سے مضبوط اور طاقت ور ہتھیار مذہب اور ثقافت تھا۔ بحیرہ روم کے گرد بسنے والے دوسرے ممالک کے مذاہب کے مقابلہ میں مسلمان فاتحین کے ہاں اپنے عوام کے ساتھ زیادہ بہتر سلوک کیا جاتا تھا یہ لوگ کبھی بھی اپنے مفتوحین کے ساتھ ناروا سلوک نہیں کرتے تھے۔ اس کی ایک بڑی وجہ مسلمانوں کی تحمل اور برداشت کی عادت تھی۔

711ء میں ایک عرب جرنیل طارق بن زیاد اسپین کے علاقے میں پہنچا تو وہاں کے خونی جنگجو ان کے کردار اور انداز دیکھ حیران رہ گئے۔ اسلامی فوج نے معمولی کاروائی کے نتیجے میں بھی بہت سے علاقے آزاد کروا لیے۔ یہاں تک کہ وہ تمام اسپین پر قابض ہو گئے عربوں (مسلمانوں) کی یہ سلطنت سات سو سال تک ایک کثیر علاقے پر حکومت کرتی رہی۔ انہوں نے تجارت کو بہت جلد اور بہت بڑے پیمانے پر فروغ دیا۔ جس سے سلطنت میں خوش حالی آئی۔ ساتھ ساتھ عرب اور اسلامی تہذیب وتمدن ہر طرف سے ترقی کرتا رہا۔ اور ان کی ترقی سے عظیم تر عمارات بنتی رہیں۔ ان کی عظمت کی ایک یادگار قرطبہ کا شہر تھا۔ جو 950ء میں بنایا گیا۔ 5,000,000 آبادی کے شہر میں 600 مساجد تھیں۔ بے شمار سرکاری حمام اور کتب خانے تھے۔ اس کے علاوہ خلفاء کے ذاتی کتب خانے بھی موجود تھے۔ ان کے ذاتی کتب خانوں میں بھی تقریباً 40,000 کتابیں موجود تھیں۔ تمام گلیاں کوچے اور بازار پلوں سے جڑے ہوئے تھے۔ جو رات کو روشنیوں سے جگمگاتے تھے اس کے مقابلہ میں یورپ کے بڑے بڑے، شہروں، میں اندھیرا ہوتا تھا اور

800ء صدی میں جا کر یہاں گیس کے لیمپ استعمال ہونا شروع ہوئے تھے۔

علوم وفنون نے اُس دور کے خلفاء کو عظمت عطا کی

اس دور میں ساری سلطنت کے شہروں کی خوش حالی، عربوں کے علوم وفنون کی منہ بولتی تصویر تھی، دولت مند تاجر، شہزادے وزراء اور خلفاء اپنے پاس بڑے بڑے عالم، شاعر، فلاسفر، اور ماہر علوم وفنون کا مجمع رکھتے، جو ان کی عظمت اور شان کی علامت ہوتے، اس طرح ملک میں علم پھیلانے کا مقابلہ سا رہتا، اسی لئے تو بغداد، قاہرہ، اور قرطبہ میں علم کا دریا بہتا رہتا۔ ان شہروں کو علوم کا metropole کہنا غلط نہ ہوگا۔ جہاں کتب خانوں اور بڑی بڑی درس گاہوں میں علوم پر بحث مباحثے ہو رہے ہوتے۔ بغداد میں 800ء میں خلیفہ مامون الرشید نے ایک ادارہ علم اور تحقیق کے لئے کھول رکھا تھا، جسے اس نے دانش گاہ کا نام دیا تھا جہاں قرآن کے علاوہ قدیم یونانی علمی دستاویزات کے تراجم کئے جاتے تھے۔ تراجم کے علاوہ قرآن کی تفاسیر کے کام بھی ہو رہے ہوتے۔ معتزلہ (یہ ایک ایسا فرقہ تھا جو دانشوری پر زور دیتا تھا) کے دور میں عوام کی خوشحالی اور ذہنی خود اعتمادی پہلے سے زیادہ بحال ہوئی، انسانی سوچ اور صلاحیتوں کو خوب ترقی ملی۔

مصنف مزید لکھتا ہے کہ

’’دراصل قرآن اپنے اندر اہلِ ایمان کے لئے ایک کشش رکھتا ہے جو اپنے پڑھنے والے کو سائنس اور تحقیق کی طرف راغب کرتا ہے۔ اگرچہ عرب خود سمجھتے ہیں کہ مذہبِ اسلام یہودیت اور عیسائیت کی تکمیل کر رہا ہے۔ پھر بھی یہ لوگ ہمیشہ دوسرے مسلک کے لوگوں کے ساتھ ہمیشہ ضبط اور حوصلے سے کام لیتے رہے۔ مثلاً انہوں نے ہمیشہ عیسائیوں اور یہودیوں کو، اپنے پلیٹ فارم پر کام کرنے کی اجازت دی۔ اگرچہ عالم اور دوسرے ماہر فنون مختلف ممالک اور علاقوں سے آتے تھے۔ پھر بھی آپس میں علمی نظریات پر بحث وتمحیص کرتے اور آخر میں بحث کا نتیجہ ایک مشترکہ زبان میں ہی ظاہر ہوتا۔ اس زمانے میں عربی زبان وہ حیثیت رکھتی تھی جو آج انگلش زبان کی ہے۔ ایک طرح سے یہ کہنا چاہئے کہ یہ وہ زمانہ تھا جب دنیا کا تمام علم اور بڑے بڑے مفکروں کی تمام تر توجہ عرب (یعنی اسلام) دنیا کی طرف لگی ہوئی تھی۔‘‘

علم نجوم

عرب (مسلم) دنیا میں 800ء کے آغاز میں علم ریاضیات میں بہت زیادہ ترقی ہو چکی تھی۔ علم ریاضی کا سہرا ایک مسلمان ریاضی دان کے سر پر جاتا ہے۔ اس نے علمِ ہندسہ پر ایک کتاب لکھی جو ریاضیات کی دنیا میں ایک انقلاب ثابت ہوئی۔ اس کتاب کے ذریعے پہلی بار صفر استعمال کرنے کا اصول اور صفر کی قیمت کا احساس ہوا کہ کس طرح ایک ایسا ہندسہ جس کی کوئی قیمت نہ تھی، وہ ہندسوں کے آگے لگا لینے سے ان ہندسوں کی قیمت میں کتنا اضافہ کر دیتا ہے۔ دراصل ہندسوں کے نظام کی دریافت خوارزمی کی نہیں تھی۔ اس سے بہت عرصہ قبل ہندستان میں اس کی دریافت ہو چکی تھی۔ مگر تکمیل تک پہنچ کر قابل عمل نہیں ہوئی تھی۔ خوارزمی نے اس پر مزید کام کر کے اسے ترقی دی اور قابل عمل بنایا۔ علمِ ہندسہ جو آج ہم استعمال کر رہے ہیں یہ وہی عربی نظام ہندسہ ہے جو الخوارزمی نے پیش کیا تھا۔

صفر کا اس طریق پر استعمال اس لحاظ سے بھی انقلاب بنتا ہے کہ اس کی پہنچ آئندہ مفروضہ ہندسوں تک بھی جاتی ہے۔ اور مزید یہ کہ اس کا استعمال بہت آسان ہے۔ مگر یورپین تاجر اور تجارتی دفاتر میں ابھی تک یہ لوگ غیر مستعمل رومن ہندسے اور گنتی استعمال کرتے ہیں۔ جب کہ انہی کے عرب ساتھی نفیس طرز کی گنتی استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔ ریاضی کی ترقی اپنی ذات میں علم نجوم کے لئے بہت اہمیت کی حامل تھی۔ مسلمانوں نے اس علم میں بھی بہت ترقی کی، اس علم کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ مسلمانوں نے روزانہ پانچ نمازیں ادا کرنا ہوتی ہیں، کیونکہ نمازی کا رُخ مکہ کی سمت رکھنا ہوتا ہے۔ اس عبادت کا تقاضا یہ تھا کہ مسلمان ستاروں کے ذریعہ دنیا کے ہر کونے سے مکہ کی سمت معلوم کرسکیں۔ عبادت کے اس طریق کی وجہ سے اس زمانہ میں بڑے بڑے ماہر نجوم پیدا ہوئے، اور انہوں نے بڑی بڑی دریافتیں کیں۔ مثلاً، زمین کا رقبہ اور طول وعرض وغیرہ عرب ماہر نجوم نے ہی دریافت کیا۔ بہر حال عربوں نے سب سے پہلے علم نجوم کو باقاعدہ مربوط کیا۔ وہ لوگ محض سطحی طور پر آسمان پر غور نہیں کرتے تھے۔ بلکہ انہوں نے باقاعدہ نظم اور ضبط کیساتھ آسمان کا مطالعہ کیا۔ انہوں نے اس مطالعہ کے دوران کچھ ایسے مشاہدات کیے جو بعد میں آنے والے ماہرارضیات اور ماہر نجوم کے لئے مشعل راہ بنے۔ یہ عرب ہی تھے جنھوں نے قدیم مصری ماہر نجوم Ptolemaios کی دنیا کے جغرافیہ کی تصویر جس میں ستارے اور سورج زمین کے گرد گھومتے تھے کہ متعلق سوال اُٹھایا۔ عربوں نے تصویر کی اس ساخت کو قبول نہیں کیا۔ اور مزید تحقیق کی طرف توجہ کی۔ اگرچہ ایک پولش ماہرارضیات Kopernikus نے 1530ء میں نظام شمسی پر غور کر کے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ اس نظام میں سورج ایک مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ Kopernikus کی اس تحقیق میں عربوں کی ستاروں کے متعلق تحقیق کا بہت دخل تھا۔ کچھ مؤرخوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کو عربوں کو اس تحقیق کے متعلق پورا علم تھا۔

فن طبابت، طبیب جو بلی کی آنت سے زخم سیتے تھے

عربوں (مسلمانوں) کا سب سے بڑا علمی کارنامہ طبابت میں مہارت رکھنا تھا۔ اس میدان میں عرب یورپین لوگوں سے ازمنہ وسطی کے تمام دور میں بہت آگے رہے۔ 1000ء میں آپریشن کرسکتے تھے، وہ زخموں کو بلی کی آنت کے دھاگے کے ساتھ سیتے، ناک کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو اس کی جگہ پر واپس لگا دیتے۔ 1000ء میں ایک عرب ماہر چشم الماوسیلی نے کالے موتیے کا علاج ڈھونڈا اور آنکھ کی سرجری کا طریق بھی اسی ماہر چشم نے دریافت کیا تھا۔ ان طبیبوں نے علاج، اور جسم کی اندرونی ساخت کے مطالعے اور معائنے کے دوران بہت سے بیماریوں اور ان کے علاج کے درمیان فرق کا علم حاصل کیا اور ان کے علاج کے طریق کار نکالے۔ 1000ء میں سب سے پہلے ایک عرب طبیب الراضی نے خسرہ کی بیماری کو شناخت کیا اور اس کا علاج بھی نکالا۔ 1200ء میں ایک مصری مسلمان طبیب ابن النفیس نے پھیپھڑوں کے کینسر کی دریافت، کی جب کہ ایک شاگرد نے طبابت میں kapilar system کو متعارف کروایا۔ مختصر یہ کہ ماڈرن ڈاکٹری کے علم کی بنیاد عرب طبیبوں (مسلمانوں) کے ہاتھوں سے ہی رکھی گئی تھی۔ اسلامی دنیا کا سب سے معروف ڈاکٹر فارس کا ابن سینا تھا۔ جس نے 1000ء میں یونان سے تمام ڈاکٹری علم اکٹھا کیا۔ پھر ہندی اور عربی طبیبوں نے بھی اس کے اندر اپنے تجربات اور مشاہدات ملائے، ابن سینا کا یہ حیران کن کام ڈاکٹری دنیا میں اور ڈاکٹری کی تاریخ میں اہم ترین کارنامہ تھا، جو مسلسل ڈاکٹری حلقے میں اہم کردار ادا کرتا رہا، یہاں تک کہ 1700ء میں یورپ کی تمام بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں مستقل ڈاکٹری کی تعلیم میں نصاب کے طور پر جاری کردیا گیا۔ کچھ عربی ممالک بشمول پاکستان میں اس کو ابھی بھی تعلیم میں استعمال کیا جاتا ہے، اور اب جدید طبی طریقہ کار میں بھی عربی علاج اور طریقہ کار کی جڑیں پائی جاتی ہیں۔ 1100ء میں بغداد کا الدودی ہسپتال بہت شہرت حاصل کر چکا تھا۔ اس میں ایک جدید teaching hospital تھا جس میں چوبیں ڈاکٹر اور پروفیسر تعینات تھے۔ اس میں بڑے بڑے ہال اور لائبریریاں تھیں۔ دور دور سے نوجوان صحراؤں کے سفر کی صعوبتیں اُٹھا کر وہاں پڑھنے کے لیے آتے۔ الدودی ہسپتال کو بہت شہرت حاصل تھی اس ہسپتال کا ساری عرب اور مسلم دنیا میں بہت اثر تھا، اس کی طرز پر بہت سے اور ہسپتال کھولے گئے۔ ان میں سب سے بڑا ہسپتال قاہرہ میں بنایا گیا تھا۔ جہاں تقریباً ہر قسم کی بیماری کا علاج ہوتا تھا، اور اس ہسپتال میں 1000 بستروں کی جگہ تھی، گویا اوسلو کے Rikshospital سے تقریباً دوگنا زیادہ بستروں کی جگہ تھی۔

اگرچہ مسلمانوں کی علمی وفنی تحقیقات اور ایجادات حد سے زیادہ تھیں، مگر اصل میں ان کے علم وفہم کے طریق کار بعد میں آنے والے زمانوں کے لئے ایک سرمایہ بنا۔ عربوں (مسلمانوں) نے ایک مربوط نظام کے تحت علمی اور سائنسی تحقیقات شروع کیں۔ یہ لوگ جب ایک میدان اور مضمون میں کام شروع کرتے تو، درجہ وار بحث وتمحیص اور منطقی دلائل کے بعد حاصل ہونے والے نتائج کو لکھا جاتا۔ بالکل اسی طرح جیسے آج ہم ایک بات کو منطقی نتیجہ پر پہنچانے کے لئے بحث اور منطقی دلائل کے بعد اسے پرچے پر لکھ لیتے ہیں۔ یہ کام (یعنی بحث کے بعد نتیجہ لکھنا) عربوں کے ہاں 700ء میں ہی شروع ہو چکا تھا۔

یورپ میں عرب کے علمی خیالات ونظریات 1200ء میں اہل یورپ کے اسپین پر قبضہ کے بعد پہنچنا شروع ہوئے۔ جبکہ CASTILLA میں 1100ء کے وسط میں ایک پادری Don Raimundo نے اپنے شاگردوں کے ساتھ ملکر عربی کتابوں کا ترجمہ شروع کیا۔ اس کے بعد 1225-1248ء میں بادشاہ Alfons کے زمانہ میں عربی دستاویزات کے تراجم کا کام بہت تیزی سے شروع ہوگیا۔

مذہب نے علم کا گلا گھونٹ دیا

مضمون نگار مزید لکھتا ہے کہ ’’جب عیسائی لوگ عربی دستاویزات کا اور کتابوں کا لاطینی زبان میں ترجمہ کررہے تھے، اسلامی

بقیہ صفحہ 4 پر

آج کی دعا

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

(جامع ترمذی حدیث نمبر: 3509)

ترجمہ: اللہ پاک ہے اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اور اس کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

یہ سید ومولیٰ، مقدس الانبیاء، فخر الانبیاء، خیر البشر، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ ایزدی میں خوبصورت تسبیح وتحمید ہے۔

بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

ہمیں چاہئے کہ ہم اُخروی جنت کو حاصل کرنے کے لئے اس دنیا کو بھی جنت بنائیں۔ اپنی عبادتوں سے بھی اور اپنے عمل سے بھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو وہاں کچھ کھا اور پی لیا کرو۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مجلس میں بیٹھے تھے اور اکثر انہی سے روایات ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس پر پوچھا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے باغ کیا ہیں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مساجد جنت کے باغ ہیں۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ تسبیح، تحمید۔ سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، یہ سب کہنا اور پڑھنا جنت کے کھانے ہیں اور پینے ہیں۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب منہ حدیث 3509)

پس نمازوں کے ساتھ مساجد میں بیٹھ کر تسبیح اور تحمید کرنا، اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا، اس دنیا میں جنت کے پھل کھانا ہے اور جو اس طرح اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت کی طرف توجہ دینے والا ہو وہ صرف اخروی جنت کو نہیں دیکھ رہا ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلتے ہوئے حقوق العباد کی ادائیگی کی بھی کوشش کرتا ہے۔ اپنے عملوں کو اس طرح ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔

پس کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس دنیا میں بھی جنت کے پھل کھاتے ہیں اور کھلاتے ہیں اور اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہیں۔ ان لوگوں میں شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 4/ نومبر 2016ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

عطاء القدوس طاہر۔ کینیڈا

اک یاد ہے جو دل میں رہے گی تمام عمر

پیاری پھوپھو امۃ اللطیف خورشید کی کچھ حسین یادیں

1984ء میں حیدر آباد میں جب میری والدہ کا انتقال ہوا تو ربوہ سے ہماری فیملی کی کچھ خواتین رشتہ دار، کچھ کچھ عرصہ کے لئے ہمارے پاس آ کر رہتی رہیں تا کہ وقتی طور پہ گھر سنبھالا جا سکے۔

پھوپھو لطیف سے میرا پہلا تفصیلی تعارف اسی دوران ہوا جب وہ تقریباً ایک ماہ کے لئے پھوپھا خورشید (شیخ خورشید احمد صاحب مرحوم - سابق ایڈیٹر الفضل) کے ساتھ ہمارے ہاں آئیں۔ اُس سے پہلے، بہت ہی چھوٹی عمر میں ربوہ میں دارالرحمت وسطی میں واقع پھوپھو کے گھر میں کئے جانے والے ناشتے آج بھی یاد ہیں۔ نہایت سلیقہ مندی اور صفائی کے ساتھ آراستہ اس گھر میں سادگی کے علاوہ آج اگر کچھ یاد آرہا ہے تو وہ پھوپھو کا پیار اور اپنے بھتیجے کو کچن میں صبح سویرے اپنے قریب بٹھا کر گرما گرم پراٹھے اور ملائی کھلانا ہے۔

حیدر آباد قیام کے دوران پھوپھو کی یادوں میں سے ایک نہایت قیمتی یاد بلکہ احسان، اُن کا مجھے یہ احساس دلانا تھا کہ اب مجھ پہ پانچ نمازیں فرض ہیں اور یہ کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے نماز ضرور پڑھنی ہے۔ ان کا انداز تربیت دیکھئے کہ باوجود اس کے کہ اذان کی آواز گھر میں آتی تھی، میری یہ ذمہ داری ہے کہ میں اُنھیں بھی بتایا کروں گا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے۔

بعد میں وہ کینیڈا چلی گئیں اور کبھی کبھار پاکستان آتیں تو مختصر سی ملاقات ہوجاتی۔ ہر بچہ کو اُس کی عمر کے مطابق تحائف دینا اور باتیں کرنا اُن کا خاصہ تھا، جس کی وجہ سے اُن کے اگلے وزٹ کا انتظار رہتا۔

پھوپھو کی نفاست، معاملہ فہمی، سلیقہ مندی اور صائب الرائے ہونے کی خوبیوں کی وجہ سے ہر کوئی ان کا مداح ہو جاتا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ صلہ رحمی کی ادائیگی میں پھوپھو کا کردار مثالی تھا۔ ایک بار ایک احمدی خاتون انہیں ملنے آئیں اور اپنی بیٹی کے رشتہ کے سلسلہ میں بات کی اور ساتھ ہی شرط بھی لگادی کہ رشتہ ہماری برادری میں سے ہی ہو۔ پھوپھو کا ردعمل مجھے آج بھی یاد ہے، نہایت دینی غیرت کے ساتھ آپ نے جواب دیا کہ جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی ہے تو اب ہماری عالمگیر جماعت ایک ہی برادری ہے اور یہ کہ اسلام رشتہ کرتے ہوئے اس طرح کی درجہ بندیوں کی تعلیم نہیں دیتا۔

میرے کینیڈا آنے کے بعد گذشتہ تقریباً دو دہائیوں کے دوران پھوپھو سے تقریباً روزانہ کی بنیاد پہ رابطہ رہا۔ ہم اُنکی اور وہ ہماری فیملی کا کچھ اس طرح حصہ بنے کہ پہلے پھوپھا خورشید اور اب پھوپھو لطیف کے جانے کے بعد کمی کا احساس اُداسی میں بدل رہا ہے۔ پھوپھا جان کا انتقال 2010ء میں ہوا تھا۔ کئی سال الفضل کے ساتھ منسلک رہنے کی وجہ سے انہیں حالاتِ حاضرہ سے بہت دلچسپی تھی۔ کئی بار ایسا ہوتا کہ میں فون پہ دونوں کو الفضل یا دیگر خبریں سناتا اور وہ دونوں فون کے اسپیکر پہ سنتے۔

ان دونوں نہایت شفیق بزرگوں کی شفقت سے بہت سوں نے حصہ پایا لیکن میں خود کو اور اپنی فیملی کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ ہمارے ساتھ شائد غیر معمولی سلوک رہا۔ بعض اوقات تو یوں بھی ہوا کہ فون پہ انہیں بتایا کہ آپ کی بلڈنگ میں پہنچ رہا ہوں، بس آپ دونوں فوراً آ جائیں، بریانی دَم پہ ہے، اکٹھے کھائیں گے۔ کیونکہ ہمارے گھر کافی نزدیک تھے اس لئے پھوپھا جان بھی کبھی سیر کرتے ہوئے ہماری طرف آجاتے اور اور اپنے دھیمے اور شگفتہ طرز گفتگو سے ہمارا دن خوشگوار کر دیتے۔ پھوپھا خورشید کے انتقال کے بعد یہ احساس بھی ہوا کہ ہمارے معاشرے سے مصافحہ اور معانقہ کا رواج کم ہوتا چلا جارہا ہے۔ پھوپھا خورشید میں یہ دونوں اوصاف موجود تھے۔ مصافحہ تو خاص طور پہ بہت طویل کرتے۔ خلافت سے والہانہ محبت کا اظہار آپ سے چند منٹ کی گفتگو کے دوران ہو جاتا تھا۔ معاشروں کے بگاڑ کا ذکر کرتے ہوئے بات کو مکمل ہی تب کرتے تھے جب خلفائے کرام کے بیان فرمودہ حل نہ پیش کر دیں۔

پھوپھو لطیف اور پھوپھا خورشید کا آپس کا تعلق مثالی تھا۔ باہمی احترام، ایک دوسرے کا خیال رکھنے کا سلیقہ اور شگفتہ مزاجی۔ اور مزید یہ کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان تینوں اوصاف میں اضافہ۔ بلا شبہ ازدواجی زندگی کی کامیابی کا راز ان خوبیوں میں مضمر ہے۔ آپ دونوں کی قبریں بھی بالکل متصل ہیں۔

پھوپھو لطیف کی طویل جماعتی خدمات کا دورانیہ تقریباً اسیّ سال بنتا ہے جو کہ الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ ایک احمدی کے لئے اس سے بڑھ کر اعزاز اور کیا ہوگا کہ ہوش سنبھالتے ہی خدمتِ اسلام کی توفیق مل جائے، طویل اور نہایت فعال عمر نصیب ہو اور آخری سانس تک بھی خدمت کی توفیق حاصل رہے۔ ماشاءاللہ

پھوپھو کو محض خدا تعالیٰ کے فضل سے چار خلفائے کرام کے ادوار میں تین ممالک میں خدمت اسلام کی توفیق حاصل ہوئی، الحمد للہ۔ میرے دل کے نزدیک ترین لیکن قیامِ پاکستان کے بعد لاہور اور ربوہ میں کی جانے والی خدمات ہیں۔ والدِ محترم کا قادیان میں بطور درویش قیام کا فیصلہ، والدہ محترمہ اور چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ پاکستان آمد، نیا وطن، نیا ماحول، دنیاوی وسائل کی شدید قلت اور اس پہ کسمپرسی میں آئی ہوئی خواتین کی دیکھ بھال اور آبادکاری کا انتظام۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولولہ انگیز قیادت اور ہدایات کے تحت اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت چھوٹی آپا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی براہِ راست نگرانی میں تاریخ ساز امور سرانجام دینے کا اعزاز یقیناً کسی بہت ہی خوش قسمت کے حصہ میں آ سکتا ہے۔

پھوپھو سمجھدار اس قدر تھیں کہ اپنی طویل اور ماشاءاللہ کامیاب زندگی کا ہر لحہ خلافتِ احمدیہ سے کامل وفاداری میں گزارا۔ زیرک اس قدر کہ چھوٹوں کو ہمیشہ خلافت سے چمٹے رہنے کی نصیحت اور عقلمند اتنی کہ وفات سے کچھ ہی پہلے اپنی تمام جمع پونجی جو کہ ایک خطیر رقم بنتی تھی، جامعہ احمدیہ کینیڈا کی نئی لی جانے والی عمارت میں ادا کر دی۔ اور معاملہ فہم اتنی کہ شدید نقاہت اور علالت میں بھی اپنے لئے دعا کا کہنے سے پہلے خلیفۂ وقت کے لئے دعا کا کہتیں۔

پھوپھو لطیف کی وفات 19 جنوری 2022ء کو ہوئی۔ وفات سے تقریباً ڈھائی ہفتہ قبل جب یکم جنوری کی صبح آپ کو نئے سال کی مبارکباد دینے کے لئے فون کیا تو جوابی مبارک اور دعاؤں کے بعد مجھ سے قبر کے کتبہ کی قیمت پوچھی، یہ دن اور موقع ایسی بات کا نہیں تھا لہٰذا میں نے کہا کہ ابھی بہت وقت ہے، آپ نے ابھی میرے بچوں کی ذمہ داریاں بھی ادا کرنی ہیں، اس پہ انہوں نے جواب دیا کہ ان کے حصہ کی دعائیں میں کر چکی ہوں، اللہ تعالیٰ ان پہ بہت فضل کرے گا، اور بات پھر کتبہ کی قیمت پہ پہنچا دی۔ آپ کی وفات کے اگلے دن میں آپ کے بچوں کو یہ بات بتا رہا تھا کہ آپ کے بیٹے نے بتایا کہ 2 جنوری کو امی نے مجھے بلا کے ایک لفافہ بطور امانت دیا تھا اور اس میں بالکل اتنی ہی رقم موجود تھی جو میں نے انہیں ایک دن پہلے کتبہ کی قیمت بتائی تھی۔

پھوپھو کی وفات کو ابھی تقریباً دس دن ہی ہوئے تھے اور شدید کمی کا احساس دلانے والی اُداسی کی کیفیت بڑھتی ہی جا رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے زبردست فضل فرما دیا۔ خواب دیکھا کہ پھوپھو اپنا دایاں بازو آگے بڑھاتے ہوئے مجھے کہتی ہیں کہ مجھے آگے میز کے قریب لے جاؤ تا کہ میں حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطاب غور سے سُن سکوں۔ میں انہیں میز کے بالکل قریب لے جاتا ہوں اور مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے حضور انور، پھوپھو کو پہلے سے جانتے ہیں اور خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ پھوپھو کو آپ کیسے جانتے ہیں یہ تو عمر میں آپ سے بڑی ہیں۔ اس پہ حضور قریب موجود ایک کرسی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں جس پہ ایک پرانے زمانے کی ہاتھ سے چلنے والی سلائی مشین پڑی ہوئی ہے اور اس پہ ”سلیقہ“ لکھا ہوا ہے، اور فرماتے ہیں کہ ”میں انہیں اس وجہ سے جانتا ہوں“ اور اس بات پہ میں پھوپھو کو ایک بالکل معصوم چھوٹے بچے کی طرح خوش دیکھتا ہوں کہ جسے سب سے پسندیدہ قیمتی ترین تحفہ مل گیا ہو۔ میں اس خواب کے بعد بہت خوش بیدار ہوتا ہوں اور یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پھوپھو کی خاتمہ بالخیر کی دعائیں قبول کر لی ہیں اور وہ اُن سے راضی ہے۔ پھوپھو نے نہایت محنت، جفاکشی اور سلیقہ مندی سے تقریباً ساری عمر جماعت کی خدمت کی اور خلیفۂ وقت کی طرف سے خواب میں اظہار خوشنودی کی یہ سند میری اُداسی میں کمی کا سبب بنی، الحمدللہ

پھوپھو لطیف سے اپنائیت اور خلوص کا بہت ہی پیارا تعلق تھا۔ آپ میری مزاحیہ باتوں پہ خوش بھی ہوتی تھیں۔ ایک بار کسی ایسی ہی بات کے جواب میں کہا کہ مجھے لگتا ہے یہ میری قبر پہ آ کے بھی ایسی ہی باتیں کرے گا۔ گزشتہ بیس سالوں میں پہلی بار ہوا ہے فون کی گھنٹی بجنے کا انتظار طویل ہوگیا ہے اور کسی کا یہ کہنا کہ ”کہاں ہو؟“ نہیں سنا۔ اللہ تعالیٰ پھوپھو کے درجات بلند کرے، اُن سے راضی ہو اور ہمیں ہمیشہ اُن کی دعاؤں کا وارث بنائے رکھے، آمین

منصور احمد خاں۔ کینیڈا

سانحہ سیالکوٹ اور حضرت مسیح موعودؑ

کچھ عرصہ پہلے روزنامہ ایکسپریس (لاہور) میں 4 دسمبر 2021 کو شہ سرخی لگی۔

سیالکوٹ :غیر ملکی فیکٹری منیجر کی ہجوم کے ہاتھوں ہلاکت، قوم سوگوار۔سری لنکن شہری پر یانتھا کمار کو مذہبی پوسٹر پھاڑنے کا الزام لگا کر مشتعل ہجوم نے تشدد کر کے پھر لاش کو جلادیا۔مرکزی ملزم سمیت 100 گرفتار، مقدمہ درج۔سری لنکن کو زندہ جلانا پاکستان کیلئے شرمناک دن۔معاملے کی نگرانی کر رہا ہوں۔وزیر اعظم ملزمان کو کڑی سزا دینگے۔عمران۔شرمناک واقعہ۔صدر علوی۔اسلام کو بد نام کیا گیا۔انتہائی دکھ ہوا۔ بزدار

اس خبر کی تفصیل اختصار کے ساتھ یہ ہے۔

صدر عارف علوی نے کہا کہ اس طرح کے حملے کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔صدر ڈاکٹر عارف علوی نے یہ بھی کہا کہ سیالکوٹ واقعہ یقینی طور پر انتہائی افسوناک اور شرمناک تھا اور کسی بھی طرح سے مذہبی نہیں۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو انصاف پر قائم ہے۔

وزیر اعظم عمران خان نے اپنے ٹویٹ میں کہا ہے کہ فیکٹری پر خوفناک حملہ اور سری لنکن شخص کو زندہ جلانا پاکستان کے لئے شرم کا دن ہے۔ انہوں نے کہا کہ تحقیقات کی نگرانی میں خود کر رہا ہوں تا کہ کوئی اور غلطی نہ ہو۔ تمام ذمہ داروں کو قانون کے مطابق سخت ترین سزادی جائے گی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ٹویٹ کیا کہ سیالکوٹ ہولناک واقعے پر انتہائی صدمہ پہنچا۔اس غیر انسانی فعل میں ملوث افراد کو بخشا نہیں جائے گا۔وزیر اعظم کے نمائندہ خصوصی برائے مذہبی امور اور بین المذاہب ہم آہنگی حافظ طاہر محمود اشرفی نے تمام علمائے کرام کی جانب سے قتل کی مذمت کی اور کہا کہ اس نے اسلام کو بد نام کیا۔ وفاقی وزیر انسانی حقوق شیریں مزاری نے ٹوئٹ میں واقعے کو المناک اور قابل مذمت قرار دے دیا۔اس خبر میں مزید لکھا ہے کہ پولیس نے ہجوم کو لاش کو آگ لگانے سے روکنے کی کوشش کی۔ لیکن فسادیوں کی طاقت بہت زیادہ تھی۔اس خبر میں لکھا ہے کہ ہجوم میں شامل بہت سے لوگوں نے اپنی شناخت چھپانے کی کوئی کوشش نہیں کی اور کچھ نے جلتی ہوئی لاش کے سامنے سیلفیاں لیں۔

(روزنامہ ایکسپریس (لاہور) 4 دسمبر 2021)

ایسے دلخراش واقعات پر ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ کی کیا تعلیمات ہیں دیکھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کو خبر ملی کہ کسی سفاک نے دو بے گناہ انگریزوں کو قتل کر دیا۔ اس پر آپؑ نے ایک مجمع میں فرمایا: یہ جو دو انگریزوں کو مار دیا ہے۔ یہ کیا جہاد ہے؟ ایسی نابکار لوگوں نے اسلام کو بدنام کر رکھا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ان لوگوں کی ایسی خدمت کرتا اور ایسی عمدہ طور پر ان سے برتاؤ کرتا کہ وہ اس کیا اخلاق اور حسن سلوک کو دیکھ کر مسلمان ہوجاتے۔مومن کا کام تو یہ ہے کہ اپنی نفسانیت کو کچل ڈالے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ میں جب کبھی ان لوگوں کی بابت ایسی خبریں سنتا ہوں تو مجھے سخت رنج ہوتا ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم سے بہت دور جا پڑے ہیں اور بے گناہ لوگوں کا قتل ثواب کا موجب سمجھتے ہیں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ میں تو صاف طور پر کہتا ہوں کہ وہ لوگ جو خون ناحق سے نہیں ڈرتے اور محسن کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ وہ خدا تعالیٰ کے حضور سخت جوابدہ ہیں۔

(ملفوظات جلد اول ایڈیشن 2016 صفحہ 459-460)

ایک اور حوالہ پیش خدمت ہے۔

اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر سرحدی نادان مسلمان بے گناہ انگریزوں کو قتل کرنے میں ثواب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ آئے دن ایسی وارداتیں سننے میں آتی ہیں۔ پچھلے دنوں کسی سرحدی نے لاہور میں ایک میم کو قتل کر دیا تھا۔ ان احمقوں کا اتنا معلوم نہیں کہ یہ شہادت نہیں بلکہ بے گناہ قتل ہے۔ اسلام کا یہ منشاء نہیں ہے کہ وہ فتنہ وفساد برپا کرے بلکہ اسلام کا مفہوم ہی صلح اور آشتی چاہتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک جو جاہل پٹھان اس طرح بے گناہ انگریزوں پر پڑتے ہیں اور ان کو قتل کرتے ہیں وہ ہرگز شہادت کا درجہ حاصل نہیں کرتے بلکہ وہ قاتل ہیں اور ان کے ساتھ قاتلوں کا سا سلوک ہونا چاہئے

(ملفوظات جلد دوم ایڈیشن 2016 صفحہ 181)

اکثر و بیشتر جب کبھی کوئی سانحہ ہوتا ہے تو صرف مذمت کے بیانات سامنے آتے ہیں۔ لیکن کوئی جامع حل سامنے نہیں آتا کہ آئندہ ایسے واقعات کو کیسے روکا جاسکتا ہے۔ اب دیکھیے کہ ہمارے پیارے حضرت مسیح موعودؑ نے نہ صرف مذمت کی ہے بلکہ آئندہ ایسے واقعات نہ ہوں اس کا حل بھی پیش کر دیا ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

ان مولویوں کا فرض ہونا چاہیے کہ وہ اپنے جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اچھی طرح شائع کریں۔ آخر میں آپؑ فرماتے ہیں کہ وہ اپنے قلم اور زبان سے جاہلوں کو سمجھائیں۔

(ملفوظات جلد اول ایڈیشن 2016 صفحہ نمبر 459-460)

کیا حکم فرمایا کہ مضامین بھی لکھے جائیں اور تقاریر کے ذریعے بھی عوام الناس کو ان مسائل سے آگاہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں حضرت مسیح موعودؑ کے انتہائی مختصر مگر انتہائی معنی خیز جملہ پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ فساد نہ کرو۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 234 ایڈیشن 2019)

بقیہ: انجام بخیر ...... از صفحہ 9

دُوسرا طریق دُعا ہے

''دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لئے جو خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے وہ دعا ہے اس لئے جس قدر ہو سکے دُعا کرو۔ یہ طریق بھی اعلیٰ درجہ کا مجرّب اور مفید ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا ہے۔ اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ۔

(المومن:61)

تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کروں گا۔ دعا ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہیئے۔ دوسری قوموں کو دعا کی کوئی قدر نہیں اور نہ انہیں اس پاک طریق پر کوئی فخر اور ناز ہوسکتا ہے۔''

تیسرا پہلو صحبت صادقین ہے

''تیسرا پہلو جو قرآن سے ثابت ہے وہ صحبت صادقین ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ

(التوبہ:119)

یعنی صادقوں کے ساتھ رہو۔ صادقوں کی صحبت میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ ان کا نور صدق و استقلال دُوسروں پر اثر ڈالتا ہے اور اُن کی کمزوریوں کو دُور کرنے میں مدد دیتا ہے۔

یہ تین ذریعے ہیں جو ایمان کو شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور اُسے طاقت دیتے ہیں اور جب تک ان ذرائع سے انسان فائدہ نہیں اُٹھاتا اس وقت تک اندیشہ رہتا ہے کہ شیطان اس پر حملہ کر کے اس کے متاعِ ایمان کو چھین نہ لے جاوے اسی لئے بہت بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ مضبوطی کے ساتھ اپنے قدم کو رکھا جاوے اور ہر طرح سے شیطانی حملوں سے احتیاط کی جاوے۔ جو شخص ان تینوں ہتھیاروں سے اپنے آپ کو مسلح نہیں کرتا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کسی اتفاقی حملہ سے نقصان اُٹھاوے۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 269 ایڈیشن 1984ء)

حرف آخر

ان بزرگوں ہستیوں کا جن کا ذکر خاکسار نے آغاز میں کیا جو ہر وقت انجام بخیر کی دعائیں مانگتے ہوئے نفس مطمئنہ لئے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ یہی وہ دعائیں تھیں جس کے طفیل خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کا یہ نیک انجام ہوا کہ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ کاش کہ ایسا انجام ہمیں بھی نصیب ہو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

خالد محمود شرما۔ کینیڈا

انجام بخیر

جب بھی بچپن میں جلسہ سالانہ کے ایام کے دوران ربوہ کی پاک بستی میں جانے کا موقع ملتا تو روحانی سکون تو اس بستی کا خاصہ تھا ہی لیکن ساتھ ہی وہ درویش صفت، سادہ لوح،عاجزی کے پیکر فرشتہ بزرگ صالحین کی صحبت بھی میسر آجاتی۔ایک عجیب طمانیت قلب سے مالا مال تھے وہ پاک وجود جو ان کے چہرے سے عیاں ہوتا۔اباجان جب بھی ہماری ان بزرگوں سے ملاقات کروانے لے جاتے تو سب میں ایک ہی خاص بات دیکھنے کوملتی۔وہ سب بزرگ ہستیاں انجام بخیر کے لئے دعا کرتی اور کرواتیں۔بیٹا ہمارے انجام بخیر کی دعا کیا کرو۔ ہم دعا کے لئے ان بزرگوں کوخطوط لکھتے تو جوابی خط میں ایک آخری فقرہ ضرور لکھا ہوتا۔ہمارے انجام بخیر کی دعا کیا کریں۔اس زمانے میں میں تو اس فقرے کی سمجھ نہیں آتی تھی کہ یہ آخر خدا کے اتنے پیارے نیک بزرگ ہم بچے ان کو اپنی دنیاوی امتحانات میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں یہ ہم سے انجام بخیر کی دعا کیوں کرواتے ہیں۔اب عمر کے اس دور میں پہنچ کر ان بزرگوں کے وہ الفاظ یاد آئے اور یہ راز کھلا کہ اصل دعا تو ہے ہی یہی۔انجام بخیر کی دعا۔ہماری ساری زندگی کی دعاؤں کا نچوڑ۔

کسی نے حضور انور کے ساتھ ہالینڈ کے خدام کی ورچوئل ملاقات مورخہ 30اگست 2020ء کا ویڈیو کلپ بھیجا۔جس میں ایک خادم نے سوال کیا کہ ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے۔حضور انور نے جو جواب دیا اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد انسانوں کوحقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی طرف توجہ دلانا ہے۔جب یہ دونوں کام ہم بغیر کسی غرض کے کرلیں گے تو سمجھیں کہ خدا ہم سے راضی ہو رہا ہے۔پھر یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کومستقل بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔یہ عارضی نیکیاں نہ ہوں اس کا انجام بخیر بھی ہو۔زندگی کے آخری وقت تک یہ نیکیاں کرتے رہیں۔بہت سے انسان آخری عمر میں یہ نیکیاں چھوڑ بیٹھتے ہیں اور ان کی تمام عمر بھر کی کمائی ہوئی نیکیاں بھی ضائع ہوجاتی ہیں۔ہمارا کام ہے ان نیکیوں کومستقل مزاجی سے ادا کرتے رہیں اور انجام بخیر کی دعا کرتے رہیں۔حضور انور نے جو یہ نصیحت فرمائی ہے آج کے ابتلاؤں کے دور میں اس پر عمل کرنے سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ہم نہیں جانتے کہ آخر میں کس کروٹ گریں گے۔

ثبات قدم

اب حضرت اقدس محمد ﷺ جو تمام انسانوں کے لئے ثبات کا نمونہ تھے آپ ﷺ کے عجز و انکسار کا یہ عالم ہے کہ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے خدا! مجھے ثبات بخشنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تعجب سے پوچھا کرتی تھیں کہ

یارسول اللہ ! آپ یہ دعا کیوں مانگتے ہیں۔آپ نے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ کرکے فرمایا دیکھو دل خدا تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہے۔جب چاہے ان کو یوں پلٹ دے اور جب چاہے یوں پلٹ دے۔

کسی انسان کا کسی بھی چیز پر کوئی اختیار نہیں ہے۔

حقیقی مالک صرف اللہ ہے جس کے قبضہ قدرت میں ہمارا دل بھی ہے۔جب وہ دل بدل دے تو انسان ایک لمحہ میں کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے

بڑے بڑے نیک بزرگ انسان بھی بعض دفعہ مرتد اور ناشکرے ہو کرمرتے ہیں اور اس کے برعکس ساری عمر گناہوں میں زندگی گزارنے والے انسانوں کا دل خدا تعالیٰ اس طرح بدل دیتا ہے کہ ان کی زندگی میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے اور یہ انقلاب ان کی ساری بدیوں کو یوں کھاجاتا ہے کہ کبھی ان کا وجود ہی نہ رہا ہو۔گویا ایک قیامت صغریٰ تھی جو ان کے دلوں میں برپا ہوئی۔پہلے سارے اعمال مٹ جاتے ہیں اور ایک نیا وجود ابھرتا ہے۔

حضور انور نے سال نو کے آغاز پر جو دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی ان دعاؤں میں یہی پیغام ہے کہ ثبات قدم کی فکر کی جائے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ھَدَیۡتَنَا وَھَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَھَّابُ۔

(آل عمران:9)

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔ پھر یہ بھی دعا پڑھیں

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِیۡۤ اَمۡرِنَا وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ۔

(آل عمران: 148)

کہ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملے میں ہماری زیادتی بھی اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

تقریر حضرت مسیح موعودؑ

جو کہ آپ نے 29/ دسمبر 1904ء کو سالانہ جلسہ کی تقریب پر بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں فرمائی

خاتمہ بالخیر ہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’میری طرف سے اپنی جماعت کو بار بار وہی نصیحت ہے جو میں پہلے بھی کئی دفعہ کر چکا ہوں کہ عمر چونکہ تھوڑی اور عظیم الشّان کام درپیش ہے اس لئے کوشش کرنی چاہیئے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 197)

تقسیم عمر

’’خاتمہ بالخیر ایسا امر ہے کہ اس کی راہ میں بہت سے کانٹے ہیں۔ جب انسان دنیا میں آتا ہے تو کچھ زمانہ اس کا بے ہوشی میں گذر جاتا ہے۔ یہ بے ہوشی کا زمانہ وہ ہے جبکہ وہ بچّہ ہوتا ہے اور اس کو دنیا اور اس کے حالات سے کوئی خبر نہیں ہوتی۔ اس کے بعد جب ہوش سنبھالتا ہے تو ایک ایسا زمانہ آتا ہے کہ وہ بے ہوشی تو نہیں ہوتی۔ جو بچپن میں تھی لیکن جوانی کی ایک مستی ہوتی ہے جو اس ہوش کے دنوں میں بھی بے ہوشی پیدا کر دیتی ہے اور کچھ ایسا از خود رفتہ ہوجاتا ہے کہ نفس امّارہ غالب آجاتا ہے۔ اس کے بعد پھر تیسرا زمانہ آتا ہے کہ علم کے بعد پھر لاعلمی آجاتی ہے اور حواس میں اور دوسرے قویٰ میں فتور آنے لگتا ہے۔ یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہے۔ بہت سے لوگ اس زمانہ میں بالکل حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور قویٰ بیکار ہو جاتے ہیں۔ اکثر لوگوں میں جنوں کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے بہت سے خاندان ہیں کہ ان میں 60 یا 70 سال کے بعد انسان کے حواس میں فتور آجاتا ہے۔غرض اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی قویٰ کی کمزوری اور طاقتوں کے ضائع ہو جانے سے انسان ہوش میں بے ہوش ہوتا ہے اور ضعف وتکاہل اپنا اثر کرنے لگتا ہے۔ انسان کی عمر کی تقسیم انہیں تین زمانوں پر ہے اور یہ تینوں ہی خطرات اور مشکلات میں ہیں۔ پس اندازہ کرو کہ خاتمہ بالخیر کے لئے کس قدر مشکل مرحلہ ہے۔‘‘

آپ علیہ السلام نے خاتمہ بالخیر کے حصول کے ذرائع بھی ہمیں اسی تقریر میں بتائے۔اور ان مشکل مراحل سے گذرنے کا حل بھی۔

آپ فرماتے ہیں

اوّل تدبیر کرو

’’اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے (جیسا کہ میں پہلے کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں) اول ضروری ہے کہ انسان دیدہ دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے ورنہ وہ ضرور ہلاک ہو گا۔ جو شخص دیدہ دانستہ بد راہ اختیار کرتا ہے یا کنوئیں میں گرتا ہے اور زہر کھاتا ہے وہ یقینا ہلاک ہو گا۔ ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ رحم ٹھہر سکتا ہے اس لئے یہ ضروری اور بہت ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لئے (جس کو اللہ تعالیٰ نمونہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک نمونہ ٹھہرے) کہ جہاںتک ممکن ہے بدصحبتوں اور بدعادتوں سے پرہیز کریں۔ اور اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگائیں۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہاںتک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہیئے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیئے۔

یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے اس کو حقیر مت سمجھو۔ اسی سے وہ راہ کُھل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے۔ جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر خدا تعالیٰ اُن سے الگ ہو جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفس امارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اس کا نفس امّارہ خدا تعالیٰ کے نزدیک لوّامہ ہو جاتا ہے اور ایسی قابلِ قدر تبدیلی پا لیتا ہے کہ یا تو وہ امّارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابلِ لعنت نفس امّارہ نفس لوّامہ ہو جاتا ہے جس کو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالیٰ بھی اس کی قسم کھاتا ہے۔ یہ کوئی چھوٹا شرف نہیں ہے۔ پس حقیقی تقویٰ اور طہارت کے حاصل کرنے کے واسطے اوّل یہ ضروری شرط ہے کہ جہاں تک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو۔ بدعادتوں اور بدصحبتوں کو ترک کر دو۔ ان مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریکوں کا موجب ہوسکیں جس قدر دنیا میں تدبیر کی راہ کھُلی ہے اس قدر کوشش کرو اور اس سے نہ تھکو نہ ہٹو۔‘‘

بقیہ صفحہ 8 پر

صفوان احمد ملک۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی

جارجیا انٹرنیشنل بک فیئر میں جماعت احمدیہ کا اسٹال

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جارجیا کو اپنے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں مختلف جہات سے تبلیغ اسلام کی توفیق مل رہی ہے۔جس میں سے ایک تبلیغی اسٹالز بھی ہیں مورخہ 17 سے 19دسمبر 2021 کو جارجیا کے دارالحکومت تبلیسی Tiblisi میں تین روزہ انٹرنیشنل بک فیئر کا انعقاد ہوا جس میں جماعت احمدیہ جارجیا کو پانچویں بار حصہ لینے کی توفیق ملی۔مزید تفصیلات جاننے کے لئے جب خاکسار نے مکرم ومحترم جواد بٹ صاحب مبلغ سلسلہ جارجیا سے الفضل کی رپورٹنگ کے حوالے سے رابطہ کیا تو انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور بتایا کہ اس بک فیئر کو تین دنوں میں محتاط اندازے کے مطابق تقریباً ایک لاکھ سے زائد زائرین نے وزٹ کیا نیز بتایا کہ جماعت احمدیہ کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ اس کتب میلے میں ہماری نمائندگی بطور مسلم آرگنائزیشن ہوتی ہے ہمارے علاوہ اس میں اور کوئی اسلامی فرقہ شامل نہیں ہوا بلکہ گزشتہ بیس سالوں میں کسی مسلمان تنظیم نے اس میں شرکت نہیں کی۔اللہ کے فضل سے ہمیں گزشتہ 4سالوں میں 4 بک فیئرز میں حصہ لینے کی توفیق ملی۔قارئین کو بتاتا چلوں کہ جورجین احباب کی اکثریت مذہبی لحاظ سے آرتھوڈیکس ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔

مربی صاحب نے مزید بتایا کہ پہلی بار 2018میں بک فیئر میں جماعت کی طرف سے جب شمولیت کی درخواست دی گئی تو انتظامیہ نے شروع میں مسلمان آرگنائزیشن ہونے کی وجہ سے کچھ شکوک وشبہات کا اظہار کیا اور ہمیں کہا کہ کل مشورہ کر کے بتائیں گے۔گفتگو کے دوران جب خاکسار نے انتظامیہ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی چند تصاویر دکھائیں جن میں حضور مختلف قومی لیڈروں کے ساتھ تشریف فرما تھے ان تصاویر کو دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرف کیا کہ انہیں مزید کچھ پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی اور ان کے شکوک وشبہات ازخود دور ہو گئے۔اگلے ہی روز انتظامیہ نے ہمیں بک فیئر میں اسٹال لگانے کی اجازت دے دی۔اس بک فیئر کے لئے جماعت احمدیہ واحد اور پہلی اسلامی تنظیم تھی جس نے اسٹال لگانے کی اجازت مانگی اور اجازت مل بھی گئی۔اتفاق کی بات ہے کہ اس بک فیئر میں صرف دو ہی مذہبی جماعتیں شامل ہوئیں ایک جماعت احمدیہ دوسری عیساؤں کی یہواوٹنس۔مزید اتفاق یہ ہوا کہ دونوں کا اسٹال ساتھ ساتھ تھا۔اس بک فیئر میں محترم نوریم تائی بیک صاحب رشین ڈیسک سے بھی شامل ہوئے۔

پہلی بار جب اسٹال لگایا گیا تو ہمیں یہ بھی اندیشہ تھا کہ کٹر قسم کے عیسائی لوگ ہیں اسلامی کتب اور خاص طور پر اُن موضوعات کی کتب جن کا تعلق حضرت عیسیٰؑ کی وفات اور بعثت ثانیہ سے ہے انہیں سامنے نہ رکھا جائے ممکن ہے جب یہ لوگ انہیں دیکھیں تو ان کی طرف سے یا انتظامیہ کی طرف سے کسی مخالفت یا ناپسندیدگی کا اظہار ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور لوگوں کے سوالات اور دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ ان موضوعات کی کتب کو بھی سامنے رکھنا شروع کر دیا گیا نیز اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فضل فرمایا کہ 2018میں لگائے جانے والے پہلے بک اسٹال پر اس ملک کے صدر مملکت ہمارے اسٹال پر تشریف لے آئے جنہیں مکرم مربی صاحب نے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا اور مختلف سربراہان مملکت کے نام حضور انور کے تحریر کردہ پیغامات پر مشتمل کتاب ’’عالمی بحران اور امن کا راستہ‘‘بطور تحفہ پیش کی۔اس طرح ہمارے اسٹال کی غیر معمولی تشہیر ہوئی اور میڈیا کوریج بھی ملی۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ اس معاشرے میں عموماً حضرت عیسیٰؑ کے متعلق زیادہ دلچسپی پائی جاتی ہے لیکن ہمارے اسٹال پر جب انہوں نے ’’مسیح ہندوستان میں‘‘ یا حضرت عیسیٰؑ کی وفات سے متعلق کتب دیکھیں تو انہوں نے توجہ کی بلکہ اس بک فیئر میں سب سے زیادہ جن دو کتابوں کو لوگوں نے لیا اور دیکھا وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف مسیح ہندوستان میں اور اسلامی اصول کی فلاسفی تھی۔ان دو کتب کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل لوگوں نے بہت پسند کی اور اسے ساتھ بھی لیکر گئے۔اس ملک میں بسنے والے مسلمانوں میں اسلام کی بنیادی اور ابتدائی معلومات کا شدید فقدان ہے اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے امسال عربی، انگلش، رشین اور مقامی زبان میں کتب رکھی گئیں۔اسی طرح مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے نسخے بھی رکھے گئے لوگوں کی شدید خواہش تھی کہ وہ ہمارے اسٹال سے قرآن کریم خریدیں اور لیکر جائیں۔

قارئین کو بتاتا چلوں کہ اس ملک میں حضرت عمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک دور میں اسلام کا پیغام پہنچا اور اسلامی حکومت قائم ہوئی جو تقریباً چارسوسال قائم رہی لیکن بعد میں مسلمانوں کی کمزوری اور فرقہ واریت کی وجہ سے مسائل اس قدر بڑھ گئے کہ وہ اس اقتدار کو سنبھالنے کے اہل نہ رہے قصہ مختصر دین بھی گیا اور حکومت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔اب اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو یہ توفیق عطافرمائی ہے کہ وہ اپنے پیارے خلیفۃ المسیح کی راہنمائی میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلا رہے ہے۔اور اسی کی برکت کی وجہ سے تقریباً ہزار سال بعد یہاں دوبارہ اسلام کی شمع جلائی جارہی ہے۔

اللہ کے فضل سے ہمارے اسٹال پر مختلف مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے احباب تشریف لائے جن میں سائنس دان، صحافی، فلم پرڈیوسرز اور موسیکار وغیرہ شامل تھے بعض نے تو گھنٹوں تبادلہ خیال بھی کیا اور اسلام کے بارے میں گہری دلچسپی لی۔ سائنس دان صاحب خود تو دہریہ خیالات رکھتے تھے لیکن اُنہوں نے بتایا کہ اُن کے والدین مسلمان تھے نیز کہا کہ صحیح اسلامی تعلیمات کی یہاں بہت زیادہ ضرورت لیکن اس کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔انہیں تفسیر صغیر بطور تحفہ پیش کی گئی۔سینکڑوں لوگوں نے اسلام سے اپنی محبت کا اظہار کیا۔یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ اس چیز کی کمی محسوس کر رہے تھے کہ اسلام کی ترویج وتبلیغ ہو۔اس بک فیئر میں سینکڑوں کتب تقسیم کرنے کی توفیق ملی۔یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل واحسان اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل اس کٹر عیسائی ملک میں جماعت کا تعارف کروانے کی توفیق مل رہی ہے۔

اس اسٹال کی مجموعی جگہ 8مربع میٹر تھی جسے مختلف جماعتی بینرز سے مزین کیا گیا اور 6زبانوں پر مشتمل 100سے زائد موضوعات کی کتب کو خوبصورت انداز میں نمائش کے لئے سجایا گیا۔

چاروں دن اسٹال پر ڈیوٹی اور لوگوں کو اسلام احمدیت کا تعارف کروانے کے لئے ہمہ وقت مکرم جواد بٹ صاحب مربی سلسلہ کے ساتھ مکرم وسیم احمد صاحب اور مکرمہ نصرت بٹ صاحب صدر لجنہ جارجیا نے خدمت کی توفیق پائی اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر سے نوازے۔آمین

تقریباً 20سال سے یہ انٹرنیشنل بک فیئر جارجیا میں لگ رہا ہے۔اس سال تقریباً 80اسٹال لگائے گئے تھے کم وبیش سب کا سائز ایک جیسا ہی تھا۔

مئی 2017میں یہاں جماعت کا قیام عمل میں آیا حضور انور نے اس ملک میں مکرم جواد بٹ صاحب کی بحیثیت مبلغ سلسلہ پہلے مبلغ کی تقرری فرمائی۔2018میں پہلی بار یہاں بک فیئر میں اسٹال لگایا گیا۔جس کو بڑی پزیرائی ملی اور اللہ کے فضل سے کافی علمی و مذہبی شخصیات سے روابط قائم ہوئے اسی کے نتیجہ میں 2018کے جلسہ سالانہ جرمنی پر اس ملک سے 85افراد پر مشتمل قافلہ تشریف لایا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطافرماتا رہے اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے میں خود ہماری تائید ونصرت فرمائے۔آمین

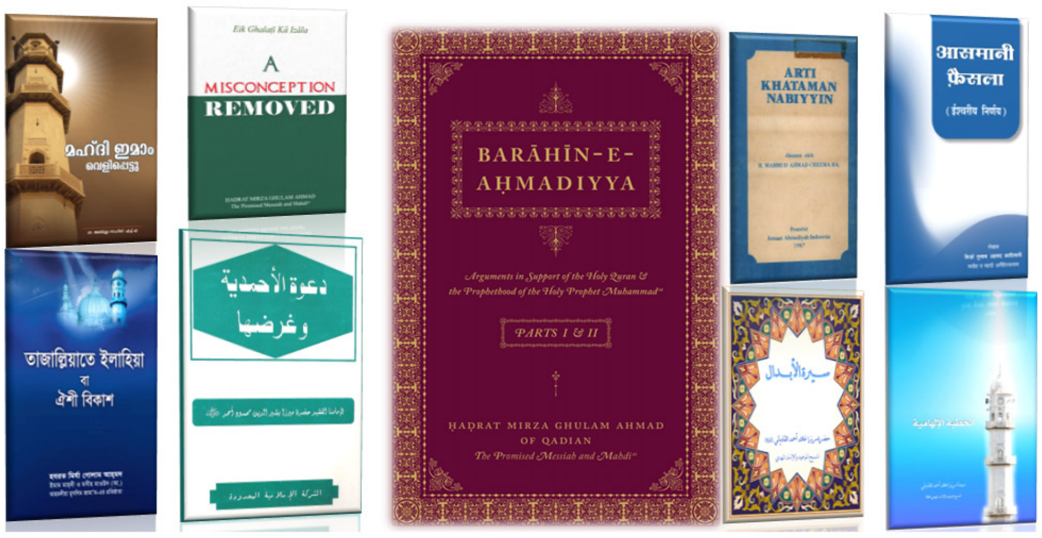

ایڈیٹر کے نام خط

ہم ہمیشہ مقروض رہیں گے!

•مکرمہ سیّدہ شمیم۔ جرمنی سے لکھتی ہیں کہ

اب جب کہ میں خود بھی زندگی کے آخری پڑاؤ میں ہوں۔ آپ کا مضمون ’’بعض قرض اُتارے نہیں جا سکتے‘‘ پڑھا۔ ان الفاظ نے میرے بچپن کے تمام زخم ہرے کر دیئے، میری ماں نے میرے لئے کیا کچھ نہ کیا ہو گا جب میں چار سال کی بچی تھی گھر کی پہلی منزل سے باہر گلی میں سر کے بل گر گئی۔ ہسپتال لے گئے بعض ہسپتال والوں نے مجھ شدید زخمی بچی کو لینے سے انکار کر دیا پھر ایک انگریزوں کا ہسپتال تھا جنہوں نے اللہ کے فضل سے میری جان بچائی۔ دو ماہ میں نے زندگی اور موت کی کشمکش میں گزارے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری ماں کی صبح شام محنت، محبت اور دعاؤں سے میری زندگی بچا دی۔ بچپن میں ہی میرا ایک پاؤں جل گیا جانے میری ماں نے کیسے مجھے سنبھالا ہو گا۔ اب اپنی ماں کی ممتا کا ذکر چھڑ ہی گیا ہے تو کیوں نہ لگے ہاتھوں اپنی امی جان کی بہادری، قناعت اور مہمانوازی کا ذکر کر دوں۔

پارٹیشن کے وقت فیروزپور سے میرے اباجان نے برقعہ میں لپٹی ہوئی میری امی جان کو ہم تین بیٹیوں کے ساتھ قادیان کے لئے ٹرین میں سوار کروا دیا۔ وہ خود اپنے کام کی وجہ سے ساتھ سفر نہیں کر سکتے تھے۔ شروع میں تو ٹرین خالی تھی پھر کوئی اسٹیشن آیا جہاں سے سکھ بڑی تعداد میں چڑھے ٹرین بھر گئی وہ سب بڑی بڑی کرپانوں کے ساتھ ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے میری عمر اُس وقت تقریباً آٹھ یا نو سال کی ہو گی ساتھ دو چھوٹی بہنیں ایک چار سال اور دوسری شائد سال بھر کی یا اُس سے بھی چھوٹی تھی۔ میں اُس وقت کے خوف کو اور اپنی امی جان کی کیفیت کو بہت اچھی طرح سے جان سکتی ہوں۔ امید نہیں تھی کہ ہم آج بچ کر گھر پہنچ سکیں گے مگر میری فرشتہ سیرت ماں کی دعائیں ابھی بھی مجھے یاد ہیں امی جان نے مجھے بھی دعا کے لئے کہا جو میں زیرلب دہرا رہی تھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں اور ہم خیریت سے قادیان پہنچ گئے۔ قادیان میں بھی خطروں کے دنوں میں امی جان ہم بچوں کو سُلا کر خود سر پر دوپٹہ کی پگڑی بنا کر رات بھر چھت پر ڈیوٹی دیتیں تا یہ لگے کہ کوئی مرد ہے۔

چلیں! اب پارٹیشن کے بعد کی بات کرتی ہوں بہت مشکل حالات تھے اباجان کے پاس کوئی کام نہیں تھا سارا سارا دن کام ڈھونڈنے میں گزر جاتا مگر کوئی بات نہ بنتی تو پھر گھر کھانے کو کہاں سے ملتا مشکل سے ہی گزارا ہوتا۔ انہی حالات میں ایک دن ہمارے گھر دو مہمان آ گئے اباجان گھر نہیں تھے اور کچھ کھانے کو بھی نہیں تھا۔ ہماری امی جان بہت پریشان تھیں کہ کیا کروں؟ رات بھی کافی ہو گئی گھر کی کھڑکی میں کھڑے ہو کر اباجان کا انتظار کر رہے تھے دور سے اباجان ہاتھ میں کچھ اُٹھائے ہوئے نظر آئے دل خوش ہو گیا اباجان نے بتایا کہ کسی سے کچھ پیسے لینے تھے شکر ہے وہ مل گئے اور تھوڑی سی روٹیاں اور ساتھ مفت کی دال مل گئی، میری امی جان نے پہلے کھانا مہمانوں کو دیا باقی بعد میں چار بچیوں کو کھانا کھلایا پیچھے ایک روٹی بچی اب میری امی اور اباجان کی پیاری میٹھی سی لڑائی ہو رہی تھی کہ روٹی تم کھا لو کہ چھوٹے بچے کو دودھ پلانا ہوتا ہے اور امی کہہ رہی تھیں کہ آپ کھا لیں سارا دن مارے مارے پھرتے ہیں، کھائے بغیر کیسے کام ہو گا۔ پھر دیکھا کہ دونوں نے آدھی آدھی روٹی کھا کر محبت بھری لڑائی کا خاتمہ کیا۔

یہ ہیں ہمارے والدین جن کا قرض ہم کبھی نہیں اُتار سکتے۔ کیسے کیسے مشکل حالات میں وہ اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان تمام کے والدین کے درجات بلند فرمائے جو اس دار فانی سے کوچ کر گئے ہیں اور اُن کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ ملے۔ آمین

ڈھونڈو گے ہمیں گلیوں گلیوں
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

•مکرمہ صدف علیم صدیقی۔ ریجائنا، کینیڈا سے لکھتی ہیں:

واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام رحمان خدا کی باڑ ہی تو ہیں۔ پوری جماعت کو ہر فتنے، ہر آزمائش، ہر برائی سے بچانے والی باڑ بے شک اسی حصار میں ہماری فلاح ہے۔ یہی ہمیں باہر کی بدنظری، برائی، آفت سے بچا کر رکھتی ہے۔ آپ نے اس الہام کی بے حد خوبصورت تشریح کی ہے۔ خاکسار کے ذہن میں اکثر یہ خیال آتا ہے کہ تذکرہ میں مذکور الہامات پر تفصیلی مضامین لکھے جائیں کیونکہ اس میں درج تمام الہامات بے حد وسیع اور گہرے مضامین اپنے اندر رکھتے ہیں جن تک ہر خاص و عام کی رسائی ہونی چاہئے اس لیے بھی آج ایک الہام پر آپ کا اداریہ دیکھ کر دلی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس تحریر سے فائدہ اٹھانے والا بنائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

•مکرمہ درثمین احمد۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:

گزشتہ دو روز کی مصروفیت کے بعد آج اخبارات کا تفصیلی مطالعہ کرنے کا موقع ملا تو آپ کے دونوں اداریوں نے پوری توجہ اپنی جانب مبذول کر لی۔ دونوں ہی عنوانات ’’میں خدا کی باڑ ہوں‘‘ اور ’’اللہ تعالیٰ کی عافیت کے حصار میں رہنے والے خوش نصیب‘‘ بہت ہی عمدہ اور نئے نئے نکات سکھانے کا موجب بنے۔ اکثر مضامین ایسے ہوتے ہیں جو دل میں اتر جاتے ہیں چاہنے کے باوجود بھی مصروفیت کے باعث ان کے بارے میں اظہار خیال کرنے سے قاصر رہ جاتی ہوں۔ لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ بسا اوقات آرٹیکلز نہ صرف علم میں اضافے کا موجب ہوتے ہیں بلکہ عرفان کے کئی نکات بھی سمجھا دیتے ہیں۔ یہ الفاظ دیگر الفضل ہماری علمی روحانی ترقی کا باعث ہے۔ خاص کر موجودہ حالات کے تناظر میں جہاں ہر طرف سے خوف و ہراس اور بے چینی کی خبریں پڑھنے کو مل رہی ہوں وہاں اس طرح کی ایمان کو مضبوط کرنے والی تحریرات ہمیں جینے کی نئی امنگ دیتی ہیں۔ حضور انور کی جانب سے ملنے والی تازہ ترین رہنمائی ازیاد ایمان کا اور اپنی حالتوں کا از سر نو جائزہ لینے کا باعث بنتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمارے ایمان سلامت رکھے اور دنیا کو تباہی و بربادی سے محفوظ رکھے آمین۔ اور خدا کرے کہ ساری دنیا جلد اس عافیت کے حصار میں آ جائے آمین۔

•مکرم رفیع رضا قریشی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ تمام کارکنان اور لکھنے والے لکھاری بھائیوں اور بہنوں کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔ تمام لکھاری بہت بہترین اور ایمان افروز باتوں سے الفضل کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ اور مضامین نہایت قابل رشک اور ایمانوں کو بڑھانے والے اور بھولی بسری باتوں کی یاد دہانی کروانے والے ہوتے ہیں۔ عاجز تو اخبار الفضل پڑھتے پڑھتے ربوہ کی بستی کو آنکھوں میں بسا لیتا ہے۔ اخبار کا پہلا صفحہ خود پڑھنے کے بعد اس کا پرنٹ بنا کر عزیز رشتہ داروں اور دوستوں کو بھجوانے کا بہت عمدہ نتیجہ آ رہا ہے۔ ان کو اب انتظار رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ روزنامہ ان لائن اخبار کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات عطا کرتا چلا جائے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہمیشہ معاون اور مددگار بنتا چلا جائے، آمین۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مبارک خاں۔ نیوزی لینڈ

اندھیری رات میں نور

آج جب میں نے لکھنا شروع کیا تو کالی سیاہی کو سفید کاغذ پر پھیلتے ہوئے دیکھ کر میری سوچوں کا دھاراا یک عجیب سمت چل پڑا۔ ایک خیال یہ کہ کالی سیاہی آہستہ آہستہ کاغذ کی سفیدی کو ختم کرتی جارہی ہے تو دوسری سمت مثبت سوچ یہ کہہ رہی تھی کہ یہ سیاہی علم کا نور اس سفید کاغذ پر پھیلا رہی ہے جو آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ بن سکتا ہے۔ انہی سوچوں کے ساتھ میں اندھیری رات کی سیاہی میں گم ہوگیا۔سوچنے لگا کہ کیا یہ اندھیری رات بھی کالی سیاہی کی طرح اپنے اندر کسی نور کو سمیٹے ہوئے ہے؟۔کیا یہ ننھے ننھے چراغ جو دور کسی کٹیا میں جل رہے ہیں کسی کے لئے مشعل راہ ہو سکتے ہیں۔؟انہی تانوں بانوں میں سوچا کہ کیا سیاہ رات سے مراد غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک رہنے والی رات ہے؟ جس میں مادی آنکھیں کچھ دیکھ نہیں پاتیں یا پھر اس سے مراد ایسی رات ہے جس کا تعلق روحانیت سے ہے۔جس میں آسمانی سورج تو موجود ہوتا ہے لیکن روحانی آفتاب کی یا تو کمی ہوتی ہے یا پھر اس کی روشنی ان مادی آنکھوں کو نظر نہیں آتی۔ انسان اپنی ہوس اور لالچ میں اپنی روحانی آنکھ کو کھو دیتا ہے اور پھر وہ ایک اندھے کی طرح کسی نور کو پہچان نہیں سکتا۔ وہ صُمٌّۢ بُکۡمٌ عُمۡیٌ فَہُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ کی مانند ہر سچائی کو ٹھکرا کر ظلم کا بازار گرم کر دیتا ہے۔ کہیں یہ اندھے عیسائی پادریوں کا چولہ پہن کر ہزاروں عورتوں کو جادوگرنیوں کا الزام دے کر جلا رہے ہوتے ہیں تو کہیں وہ اندھے اسلامی جبا پہن کر عثمان (رضی اللہ عنہ) کو شہید کر رہے ہوتے ہیں۔ کہیں فرقہ بندی کے نام پر مساجد گرائی جارہی ہیں تو کہیں مومن اور کافر کی جنگ میں نمازیوں کو مساجد میں گولیوں سے شہید کیا جارہا ہوتا ہے۔

ابھی آفتاب رسالت کو تیس سال بھی نہیں گزرے تھے کہ سیاہ چادر نے اس روشنی کو ڈھانپنا شروع کر دیا۔ ایک ایک کر کے ہر ننھی شمع کو پابند سلاسل کر کے کہیں اندھیری کوٹھڑیوں میں گل کر دیا گیا۔ یہ سیاہی پورے عالم اسلام پر کچھ اس طرح سے چھاگئی کہ روشنی کی کوئی کرن باقی نہ رہی۔لیکن جیسا ہم دیکھتے ہیں کہ قلم کی سیاہی جہاں ایک طرف تاریخ رقم کر رہی ہوتی ہے تو وہیں اسکی سیاہی کاغذ کی سفیدی کو مکمل طور پر چھپا نہیں سکتی۔ انہی سیاہ راتوں میں اللہ کے بندے کالی چادروں میں لپٹے اپنی غاروں میں اللہ کے نور کو سمیٹتے رہے۔ اس نور کو پھیلانے کے لئے نہ تو آہنی سلاخیں ان کے لئے رکاوٹ بن سکیں اور نہ ہی گولیوں کی بوچھاڑ ان کا راستہ روک سکی۔ وہ تن تنہا نور الٰہی کو پھیلاتے رہے۔ چاہے اس کار خیر میں انہیں اپنی جانوں کا نذرانہ ہی کیوں نہ دینا پڑا۔ وہ نور جو دنیا داروں کی آنکھوں سے تو پنہاں تھا لیکن سعید روحیں ہر زمانے میں انہی ننھی شمعوں کے گرد جمع ہوتی رہیں۔ اور اس نور کو آگے اپنی قوم کے لوگوں میں پھیلاتی رہیں۔

ان بیقرار سعید روحوں کی دردمندانہ دعاؤں کی قبولیت کا آخر وقت آ گیا اور چودھویں صدی کے سر پر موافق وعدہ نور کا وہ چاند ابھرا جس کے نور کو دنیا باوجود مخالفت کے پھیلنے نہ روک سکی۔جس کو پھیلانے کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے کیا تھا کہ میں تیری تبلیغ (اس نور کو) دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ یہ نور قادیان کے چھوٹے سے گاؤں سے ابھرا اور کفر ضلالت کے اندھیروں کو مٹاتا ہوا دنیا کے دو سو سے زیادہ ممالک میں پھیل گیا۔ اب ہر سعید روح اس نور سے مستفید ہو رہی ہے۔

اس نور کو ایک قلم سے پھیلایا گیا جو بظاہر سیاہ رنگ کی تحریر سفید کاغذ پر کر رہا تھا لیکن وہ تحریر نورانی شعائیں بن کر سعید روحوں کے دلوں میں پیغام حق دیتی چلی گئیں۔ دنیاوی مخالفت آہستہ آہستہ اندھیری رات میں سمٹ کر ختم ہوگئی اور نورانی شعائیں دنیا کے سب ممالک میں پھیلتی چلی گئیں۔

آؤ! لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا دکھایا ہم نے

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کر کے ان میں درج نور کو پھیلانے کا عزم صمیم کریں۔اس کے ساتھ ساتھ اس نور کو تحریروں کی شکل میں پھیلا کر الفضل آن لائن کا حصہ بنائیں تا یہ مبارک تحریریں الفضل کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں پہنچیں۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

دعا دیجئے، دعا لیجیے

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے متعدد بار ہمیں اپنی دعاؤں کو وسیع کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔سو جہاں ہمیں اپنی نمازوں میں ایک دوسرے کے لئے دعائیں کرنی چاہیں وہیں دوسری طرف اپنے پیاروں، اقارب اور دوستوں کے ساتھ گفتگو کو بھی پُرخلوص دعاؤں کے تحفہ سے سجانا چاہئے۔

مرسلہ: ثمرہ خالد۔ جرمنی

11مارچ2022ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:17	18:29
مدینہ منورہ	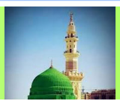	05:17	18:29
قادیان		05:23	18:33
ربوہ		05:03	18:13
اسلام آباد ٹلفورڈ	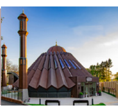	04:57	18:00

فقہی کارنر

طاعون سے مرنے والے کو غسل کیسے دیں؟

سوال ہوا کہ طاعون زدہ کے غسل کے واسطے کیا حکم ہے؟

فرمایا: مومن طاعون سے مرتا ہے تو وہ شہید ہے۔شہید کے واسطے غسل کی ضرورت نہیں۔

سوال ہوا کہ اس کو کفن پہنایا جائے یا نہیں؟

فرمایا: شہید کے واسطے کفن کی ضرورت نہیں۔ وہ انہیں کپڑوں میں دفن کیا جاوے۔ ہاں اس پر ایک سفید چادر ڈال دی جائے تو ہرج نہیں۔

(بدر 4۔ اپریل 1907ء صفحہ 6)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)